مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ستمبر ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مر

پبلش
پرنٹر
مطبع
مقام
کتاب

مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

تبوک ۱۳۶۵ہش
ستمبر ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی
- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر
کتابت: حمید الدین

فہرست

جلد نمبر ۲۷
شمارہ نـ... ۹

... تمہارے

... تم کاتبِ تقدیر کی وہ روشنائی

... دل کی۔

... قطراتِ دم! تم دستِ قدرت کی وہ مدادِ اطلس ہو

(باقی صـ ۳۹ پر)

اداریہ

سُرخی کے چھینٹے

تاریخ مذہب رنگین ہے ان جاں نثاروں کی قربانیوں سے جنہوں نے اپنے مقدس خون سے اس کا ایک ایک باب رقم کیا۔ اس کے ایک ایک خاکے میں رنگ بھرا۔ تاریخ نے بھی ان کی وفاؤں کو زندہ رکھا۔ ان کے خون سے جلنے والی قندیلوں کی روشنی کو محفوظ کیا اور آنے والی نسلوں کے ارمانوں کو جلا بخشنے کے لئے انہیں ابدیت کا لبادہ پہنا دیا۔ ایسے جاں نثار اپنی عزیز ترین جان خدا کی راہ میں قربان کرنے کی وجہ سے ہر چشمِ بینا کے لئے اَن مِٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں۔ ہر قلبِ سلیم میں تمنائے مضطرب کا الاؤ روشن کر جاتے اور ہر ذہنِ رسا میں لذتِ عشق کی جوت جگا جاتے ہیں۔ ان کے خونوں کے خمیر سے اُٹھنے والا جذبہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے جس پر قوموں کی زندگی موقوف ہوتی ہے۔

عصرِ حاضر میں جماعتِ احمدیہ وہ زندہ قوم ہے جس کی اُٹھان میں قربانیوں کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ اسی جماعت میں وہ سرفروش ہیں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے نام پر مر مٹنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اسی جماعت میں وہ دیوانے ہیں جو وجود کے ایک ایک ذرہ کا نذرانہ لئے کوچۂ یار کا طواف کرتے ہیں۔ اسی جماعت میں وہ مستانے ہیں جو آستانۂ محبوب پر وارفتگی کے عالم میں

"جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں"

کا ترانہ الاپ رہے ہیں۔

حضرت شاہ عبداللطیف صاحب اور حضرت عبدالرحمٰن صاحب کے مقدس خون سے کابل کی سنگلاخ زمین سُرخ ہوئی۔ خدائے قادر و قدیر کو اپنی راہ میں قربان کئے جانے والوں کے لئے بڑی غیرت ہوتی ہے۔ وہ تو ان پٹوں کو محترم بنا دیا کرتا ہے جو قربانی والے جانوروں کے گلے میں ڈالے جاتے ہیں، تو کس طرح ممکن ہے کہ اُن سرمستوں کے لئے اس کی غیرت جوش میں نہ آئے جنہوں نے دُنیاوی جاہ و حشمت کو تج کر کے محملِ عشق کی تلاش میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ وہ قادرِ مطلق ہستی عزیز بھی ہے اور ذوانتقام بھی، اور غیرت کے جوش میں آنے پر یہ دو صفات اپنی پوری شان سے جلوہ آرا ہوتی ہیں۔ تاریخِ عالم اِس بات پر گواہ ہے کہ ہر آنے والے لمحہ نے اِن دو بزرگوں کی وفاؤں کے نقوش اُجالے

اور اس طرح انہیں حیاتِ جاوید سے ہمکنار کیا۔

پھر مسلسل ان عشاق نے اپنے لہو سے عشق کی داستانیں لکھیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسولؐ سے ایسی محبت کی پینگیں چڑھائیں کہ عرش تک جا پہنچے، غیر نے تو انہیں موت کا پیالہ دیا مگر ان کے لئے وہ حیات بخش جامِ کوثر ثابت ہوا۔ غیر نے انہیں زہرِ ہلاہل دیا مگر ان کے لئے وہ ایسا لذیذ شہد نکلا کہ ان کی رُوحیں وجد میں آکر مستانہ وار کہنے لگیں:

یا ربّ تُحییني فا قتل فيك ثانيه کہ اے پیارے آقا یہ لذت تو ایسی پیاری ہے کہ ہر وقت اسی میں ڈوبے رہنے کو دل کرتا ہے۔ تُو ہمیں پھر زندہ کر اور ہمیں پھر دوبارہ اسی لذت سے فیضیاب کر۔

غیر تو ان کُوچوں کا واقف نہیں وہ رموزِ عشق کو کیا جانے۔ یہ جذبہ! یہ جلیل القدر جذبہ، یہ وصلِ الٰہی کے جام لنڈھانے والا جذبہ کیسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ جذبہ بڑھے گا اور خدا تعالیٰ کی غیرت کے سائے میں عزیز اور ذوانتقام کے ابر کھینچ لائے گا جو کسی کے لئے تو بارانِ رحمت کا باعث بنتے ہیں اور کسی کے لئے طوفان وسیلاب کا۔

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک عظیم الشان کشف ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"اس ذات بےچون وبیچگوں کے آگے وہ کتاب قضاء وقدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سُرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے مُنہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے"

یہ سُرخی کے چھینٹے جو ہمارے پیارے آقا کے کپڑوں کو برکت بخش گئے اور پھر ان کی وساطت سے صفاتی اعتبار سے ہر "عبداللہ" پر گر کے اسے صبغۃ اللہ کے حسین ہالے میں داخل کرتے رہے تلمیح بلیغ ہیں اس امر کی کہ

- اے قادرِ مطلق کے پیارے بندو تمہاری قربانیاں رنگ لائیں گی اور اب نشانِ فتح وظفر تمہارے نام لکھ دیا گیا ہے۔
- اے عشقِ الٰہی میں بہنے والے مقدس خون کے سُرخ چھینٹو! تم کاتبِ تقدیر کی وہ روشنائی ہو جس سے روحانی انقلاب کی ولولہ انگیز داستانیں تحریر ہوں گی۔
- اے ذوقِ قربانی کی لذت سے آشنا قطراتِ دم! تم دستِ قدرت کی وہ مدادِ اطلس ہو

(باقی صـ ۳۹ پر)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍ جولائی ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ انعام کی آیت ۱۰۹ اور سورۃ احزاب کی آیت ۵۷ تا ۵۹ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: آجکل پاکستان میں ناموسِ رسول ؐ کی حفاظت کا قانون بنایا گیا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عشق ہے کہ آپ ؐ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے اِس لئے جو بھی اس کا مرتکب ہو اسے موت کی سزا یا کم سے کم عمر قید کی سزا دی جائے۔ اِن آیات کی روشنی میں حضور نے فرمایا کہ اِن آیات میں تو یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں نہ دو کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہارے محبوب اور پیارے آقا کو گالیاں دیں گے۔

اگر حقیقتاً وہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت رکھتے ہیں اور آپ ؐ کے احترام کا قیام چاہتے ہیں تو انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر جتنے بھی غیر مذاہب ہیں ان کے سربراہوں کی عزّت کی تعلیم دینی چاہیئے اور یہ قانون پاس کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے ملک میں کسی مذہب کے بانی اور راہنما کی بے عزّتی کرنے کی اجازت نہیں دیں گے کیونکہ اس کے نتیجہ میں خدشہ ہے کہ ہمارے آقا ؐ کے خلاف جذبات مشتعل ہو جائیں اور آپ ؐ کی شان میں کوئی گستاخی کا کلمہ ان کے مُنہ سے نکل جائے۔

فرمایا: جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق ہے قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اس کا ذکر ملتا ہے لیکن کسی ایک جگہ بھی انسان کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ ان گستاخوں کو اِس دُنیا میں سزا دے اور ان کو قتل کرے اور عمر قید کی سزا دے۔

اِس ضمن میں حضور نے متعدد قرآنی آیات بیان فرمائیں اور فرمایا کہ ان سب جگہوں پر صاحبِ ایمان لوگ مخاطب ہیں اور ان کو یہ نصیحت کی جا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان سوسائٹی کے اندر ایسے منافق موجود تھے جن کے متعلق مسلمان سوسائٹی

کو علم تھا کہ یہ بدخُلق اور بدتمیز لوگ ہیں اور ان کے ایمان کھوکھلے ہیں۔

فرمایا: ان سب باتوں کا ذکر ہے لیکن ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ ان کا قتل و غارت شروع کر دو ان کے اموال لُوٹ لو ان کو زندہ رہنے کا حق نہ دو۔

اِس ضمن میں حضور نے ایک واقعہ کا تفصیلی ذکر کیا جس میں عبداللہ بن ابیّ بن سلول نے جو منافقین کا سردار تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں انتہائی گستاخی کا ارتکاب کیا۔ اس کا بیٹا جو منافق نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوُا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! میرے باپ نے اِس قدر گستاخی کی ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں خود اپنے ہاتھ سے اس کا سر قلم کر کے آپؐ کے قدموں میں رکھ دوں مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صبر کی تلقین فرمائی اور اعراض فرمایا۔ عجیب ہے کہ جس کے متعلق قرآن بھی گواہی دیتا ہے کہ سب سے ذلیل انسان ہے اور منافقوں کا سردار ہے۔ اس کا اپنا بیٹا یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکار فرماتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: اگر کوئی قرآن کا واضح حکم ہوتا کہ نبی کی گستاخی پر اس قوم پر لازم ہے کہ وہ گستاخ کو قتل کرے تو کیا اس حکم کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی؟

فرمایا: انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو سزا دینے کا ذمّہ خدا نے جو خود لیا ہے اسکی حکمت یہ ہے کہ اس قسم کی سزا کا اختیار دینا اصلاح کی بجائے فساد کو بڑھانے کا موجب بن جاتا ہے اور دُنیا سے امن اُٹھ جاتا ہے۔

فرمایا: انگلستان میں ایسے پروگرام ہوتے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شدید گستاخی کی جاتی ہے لیکن سارے غیرت مند جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سے گستاخی برداشت نہیں ہوتی اپنے اپنے وطنوں میں آرام سے بیٹھے رہتے ہیں ان کے ہمنوا یہاں بھی موجود ہیں وہ بھی کوئی قدم نہیں اُٹھاتے دوسرے غیرت کا سچا تقاضا تو خود قربانی دینا ہے نہ کہ کسی کو قتل کرنا۔ محبّت کے نتیجہ میں انسان کا دِل دردمند ہوتا اور کٹتا ہے۔ اگر دردمندی نہ ہو تو محبّت کا دعویٰ ہی جُھوٹا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کی اس کسوٹی پر جس شان سے حضرت اقدس بانیٔ جماعت احمدیہ پورے اُترے ہیں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سی گستاخی پر آپ کا دِل کٹ جاتا تھا۔ جتنے لوگوں سے آپ نے مقابلے کئے ہیں ان میں بنیادی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی تھی۔ امریکہ بیٹھے ڈوئی نے گستاخی کی تو آپ قادیان میں بیٹھے بےچین اور بیقرار

ہو گئے اور مقابلے کے لئے چیلنج دیا اور راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور روئے گڑگڑائے اور نہیں چین پایا جب تک کہ خدا کی غیرت نے ڈوئی کو ذلیل و رسوا نہیں کر دیا۔ یہ ہے محبت۔ لیکھرام نے گستاخی کی اور دیکھیں خدا کا یہ شیر کس طرح اس پر للکارتا ہوا ٹوٹ پڑتا ہے اور دعائیں کرتا ہے۔ اپنے خنجر سے نہیں اپنی غیرت کو خدا کی غیرت کے خنجر میں تبدیل کر کے اس کو ہلاک کرتا ہے اور اس سارے عرصہ میں خود غم میں مبتلا رہتا ہے۔ یہ ہے سچی محبت اور غیرت کا اظہار اور یہی محبت اور غیرت آپ کی ماموریت کی بناء ہے۔

فرمایا: یہی ہماری سرشت ہے کوئی دُنیا کی طاقت ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے باز نہیں رکھ سکتی اگر اس محبت کے جُرم میں ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو مَیں آج تمام جماعت کی طرف سے ببانگِ دُہل یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو چاہو کرتے پھرو محبتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے دلوں سے نہیں نوچ سکتے نہیں نوچ سکتے اور نہیں نوچ سکتے اور محبتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہنے کے لئے بنائی گئی ہے اور زندہ رکھنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اگست ۱۹۸۶ء

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ الرعد کی آیت ۱۲ کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا: یہ آیت بہت وسیع مطالب پر محیط ہے۔ اس کی وسعتیں حال سے ہی نہیں بلکہ ماضی سے اور ماضی سے ہی نہیں بلکہ بہت دُور کے ماضی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ مزید بر آں مستقبل سے ہی نہیں بلکہ بہت دُور کے مستقبل تک ان کا اثر چلتا چلا جاتا ہے۔ یہ آیت ایک ہمہ گیر مضمون کی حامل ہے۔ یہ دنیاوی امور سے بھی تعلق رکھنے والی آیت ہے اور دینی امور سے بھی۔ یہ عمومی رنگ میں بھی حفاظت کے مضمون پر روشنی ڈالتی ہے اور خصوصی رنگ میں بھی حفاظت کے مضمون کو بیان کرتی ہے یعنی دنیوی حفاظت کا بھی اس میں ذکر ہے اور دینی حفاظت کا بھی۔ وہ مضمون بھی اِس آیت میں بیان ہوا ہے جس سے جماعت عرصہ دراز سے آگاہ ہے اور وہ ہے مجدّدیت کا مضمون۔ یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیغام کی کیسے حفاظت فرمائے گا اور فرماتا چلا جائے گا جس طرح ماضی میں تورات نے اس نبیؐ کے پیغام کی حفاظت کی بنیادیں قائم کیں اسی طرح مستقبل میں اسکی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ معقّبات بھیجے گا۔

فرمایا: یہ تفصیلی مضمون ہے مَیں ایک خاص حصّے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں

فرمایا: لہٗ معقّبٰت من بین یدیہ ومن خلفہ میں ایک تو عام مضمون بیان ہوُا ہے یعنی ہر وہ ذات جو زندہ ہے وہ یوں ہی از خود زندہ نہیں ہے بلکہ قیّوم خدا کی طرف سے اس کی حفاظت کے ایسے گہرے اِنتظام ہیں جو اُس ذات کی پیدائش سے بھی پہلے سے چلے آرہے ہیں اور جو اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہیں گے اس کے پیچھے یعنی ماضی میں بھی اس کی حفاظت کا اِنتظام تھا اور اس کے آگے یعنی مستقبل میں بھی اس کی حفاظت کا سِلسلہ جاری رہے گا۔ پھر اس کی زندگی کے دَوران بھی آگے اور پیچھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والے اس کی حفاظت کا انتظام کر رہے ہیں ورنہ زندگی کا از خود قائم رہنا ممکن ہی نہیں۔ لکھوکھہا ایسے اسباب موجود ہیں جن کو اگر زندگی پر غلبہ پانے کی اجازت دے دی جائے تو ان میں سے ایک سبب ہی زندگی کو فنا کرنے کے لئے کافی ہے۔

فرمایا: سرِدست مَیں حفاظت کے دوسرے حصّے یعنی رُوحانی حصّے کی طرف توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہاں خصوصیّت کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کا پیغام مراد ہے۔ لہٗ مُعَقِّبٰت میں حفاظت کا سب سے زیادہ اہل حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا گیا اور فرمایا گیا کہ آپؐ کی نبوّت کے آغاز سے بھی پہلے خدا تعالیٰ نے آپؐ کے پیغام کی حفاظت کا انتظام کر رکھا تھا اور جتنے انبیاء آئے ہیں وہ اس پیغام کو حفاظت کے ساتھ آگے بڑھاتے چلے گئے۔ جس طرح "ریلے ریس" ہوتی ہے اس طرح ایک نبی سے دوسرے نبی اور دوسرے نبی سے تیسرے نبی تک پیغام منتقل ہوتا رہا اور بالآخر مقصد یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امین ہیں ان تک یہ دین کی امانت بحفاظت منتقل کی جائے۔

حضور نے فرمایا: قیامت تک اس پیغام کی حفاظت کا سامان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایسے معقّبٰت خدا تعالیٰ بھیجتا چلا جائے گا کہ جب بھی اس پیغام کی رُوح کو یا جسم کو خطرہ لاحق ہو گا خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ معقّبات اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ فرمایا: یہاں آپ کے لئے ایک دلچسپ مضمون بھی بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہرگز ایسی قوم سے اپنی نعمتیں نہیں چھینتا اور اس سے پیار کا سلوک ترک نہیں کرتا جو اس امانت کی حفاظت کرتی ہے جو خدا نے ان کو دی ہوئی ہے، یہاں وہ امانت مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ایک قوم کے سپرد کی گئی اور خدا تعالیٰ یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ قوم امانت کی حفاظت کرے گی تو خدا تعالیٰ اس قوم سے اپنی نعمتیں نہیں چھینے گا اور جب تک وہ اس امانت کی حفاظت میں مستعد رہے گی خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے چلے جائیں گے۔

فرمایا: ہمیں بحیثیت جماعت جتنے بھی خطرات درپیش ہیں ان پر یہ آیت چسپاں ہوتی ہے۔ ہمارے

جتنے خطرات ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو ہماری ذات سے تعلق رکھتا ہو تمام خطرات کا تعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی حفاظت اور اس کی اشاعت کی کوشش سے ہے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی آمد کی غرض وغایت دینِ حق کو از سرِ نو زندہ کرنا ہے اور پوری شان اور کامل حُسن کے ساتھ اسے دوبارہ دُنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ دینِ حق پر جتنے بھی دُکھ نازل ہوئے ہیں انہیں دُور کرنے کا کام حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سپرد کیا گیا ہے۔ فرمایا: ہر احمدی کی زندگی کا بجز اس کے اَور کوئی مقصد نہیں۔ آپ کو جو خدشات لاحق ہیں وہ خالصتہً دینِ حق کی حفاظت کے لئے درپیش ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر تم میرے دین کی حفاظت میں مستعد رہے تو مَیں تمہاری حفاظت کروں گا۔

ہمیں تو چودہ سَو سال پہلے خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ تعاقب کرنے والے تمہارے پیچھے دوڑیں گے لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ تمہارے آگے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والے دوڑ رہے ہوں گے اور تمہارے پیچھے بھی حفاظت کرنے والے دوڑ رہے ہوں گے۔ کون ہے جو تعاقب کرکے تمہیں نقصان پہنچا سکے شرط یہ ہے کہ جس عظیم امانت کی حفاظت کا عہد کرکے تم اس پر ڈٹے ہوئے ہو، اس پر قائم اور مستعد رہو۔ اگر ایسا ہؤا تو فرشتے لازماً تمہاری حفاظت کریں گے اور جماعت ان تمام نعمتوں سے متمتع ہو گی جو نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو عطا ہوئی تھیں۔

اس کے بعد حضور نے عمومی دعا کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ جاتے ہوئے بھی دعا کرتے چلے جائیں کیونکہ نیّتوں میں بد ارادوں کا اضافہ ہو رہا ہے اور شرارت بڑھ رہی ہے اِس لئے بہت زیادہ آپ کو خدائی حفاظت کی ضرورت ہے۔ حفاظت کا ایک ہی طریق ہے اور خود قرآن نے اسے بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ دینِ حق کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جائیں خدا کے فرشتے آپ کی حفاظت کریں گے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ر اگست ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ فاطر کی آیت اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا سے لے کر وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ تک تلاوت فرمائی اور انگلستان میں ہونے والی دو انٹرنیشنل کانفرنسوں کا ذکر فرمایا، ایک جماعتِ احمدیہ کی کانفرنس اور ایک جماعتِ

احمدیہ کے معاندین کی کانفرنس۔ فرمایا: دونوں کے مقاصد بظاہر نیک اور بلند پروازتھے۔ اللہ اور رسولؐ کی محبّت کے نام پر یہ دونوں جلسے کئے گئے اور خدا فرماتا ہے جب دونوں ارادے یا اِدّعا ایک جیسے ہوں تو لبسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عمل تو حسین نظر آرہا ہوتا ہے لیکن درحقیقت عمل حسین نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں ایسے لوگوں کے لئے سوائے اس کے کوئی عاقبت مقدّر نہیں ہوسکتی کہ خدا تعالیٰ ان کو گمراہ قرار دے دے۔ جو لوگ نیک ناموں پر بدی کر رہے ہوں اور سمجھ رہے ہوں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں اُن کی ہلاکت یقینی ہے۔ فرمایا: نیک ارادے کرنے والے اور اپنے عمل کو حسین دیکھنے والے بہت ہیں تو اس میں تفریق کیا ہوگی کہ واقعی اس کے عمل نیک ہیں اور وہ یہ یقین کرے کہ وہ نیک کام کر رہا ہے اور اِسی طرح بَد اعمال والا یہ یقین کرلے کہ اس کے اعمال بَد ہیں۔ فرمایا: اس کا جواب اگلی آیت میں دیا اور معاملہ کو خوب کھول کر بیان فرما دیا کہ وہ لوگ جو اللہ کی خاطر نیک کام کرتے ہیں وہ زندگی بخش لوگ ہوتے ہیں اور ان سے فضل اور رحمت جاری ہوتی ہے نہ کہ ظلم اور ہلاکت اور تعدی اور موت کی دھمکیاں۔ فرمایا اِن دونوں پہلوؤں سے جب ہم اِن دونوں جلسوں کی کارروائیوں کا موازنہ کرتے ہیں تو بات کُھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی ناموس کے نام پر مخالفین کی طرف سے جو کانفرنس منعقد کی گئی اس میں اوّل سے آخر تک نہایت گندے مغلّظات استعمال کئے گئے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت امّاں جان اور سلسلہ کے بزرگوں کے خلاف نہایت غلیظ زبان استعمال کی گئی اور یہ کہا گیا کہ ہم ہر احمدی کو ہلاک کر دیں گے اور ہر ایک کو خاک میں مِلا دیں گے۔ اس کے بالمقابل جماعتِ احمدیہ کی کانفرنس میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر بلند ہُوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت کے گیت گائے گئے۔ عجیب بادۂ عرفان تھی جو ان تین دنوں میں بٹتی رہی اور جماعتِ احمدیہ کے ممبران نے یہ محسوس کیا کہ اس سے بہتر اُن کے پیسے کی قیمت تھی اور نہ وقت کی۔ اور پروگرام یہ پیش ہوئے کہ ہم ساری دُنیا کو زندگی بخشنے کے لئے آئے ہیں اور حیاتِ نَو بخشنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔

فرمایا: انہوں نے گندی اور غلیظ زبان استعمال کرکے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے جماعت کو خوب ذلیل اور رُسوا کر لیا ہے۔ فرمایا اس کا جواب اللہ نے اگلی آیت میں دیا کہ تمہارے ہاتھ میں عزّتیں کہاں سے آگئیں؟ تم عزّتیں بانٹنے والے کہاں سے نکلے ہو، تمہارے ہاتھ میں تو اپنی عزّتیں بھی نہیں ہیں۔ سب عزّتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔ فرمایا محض بلند بانگ دعاوی رفعتیں نہیں بخشتے بلکہ ان کے ساتھ عملِ صالح بھی کروگے تو پھر تمہارے نام آسمان تک پہنچیں گے اور آسمان کے روشن

ستاروں میں تمہارے نام شمار ہوں گے۔

فرمایا: اِن آیات میں ہمارے اور ان کے حالات میں موازنہ ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ تسلّی دے دی کہ جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ ان لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں عذابِ شدید اللہ تعالیٰ دے گا۔ فرمایا ایک بات پیشِ نظر رہنی چاہیئے کہ عملِ صالح میں ترقی کرو اور اعمال کو بہتر سے بہتر بناتے جاؤ۔ اِس کے بعد حضور نے جماعت کو آئندہ کے پروگراموں سے آگاہ فرمایا جس میں اشاعتِ قرآن، نئی بیوت الذکر کی تعمیر، دعوت اِلی اللہ کے کام میں تیزی اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں کو فروغ دینا شامل ہے اور فرمایا کہ قرآن کی اشاعت کے ساتھ سیرت کے مضمون کو باندھ کر ساری دُنیا میں اس کو پھیلایا جائے۔ اور آخر میں فرمایا کہ آپ دینِ حق کا زندگی بخش پیغام لے کر دُنیا میں نکلنے والے ہیں۔ آپ دینِ حق کی مئے عرفان بانٹنے والے ہیں۔ آپ مُردہ دلوں کو ایک حیاتِ نَو بخشنے والے ہیں۔ آپ مُردہ زمینوں کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں اِس لئے کہ آپ وہ بادل ہیں جو آج دُنیا میں مُردہ زمینوں کو زندہ کرنے کے لئے خدا کی پاک ہواؤں نے چلائے ہیں۔ بادلوں کی طرح رحمت بن کر دُنیا پر برستے رہیں اور اس رحمت کا اس کے بغیر کوئی تعارف نہیں ہو سکتا کہ قرآن ایک ہاتھ میں ہو اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت آپ کی جان، آپکی زندگی، آپ کے وجود کے انگ انگ میں گھُلی ہوئی ہو اور اس طرح عملِ صالح کے ساتھ اپنے نیک پیغام کو اور نیک کلام کو رفعتیں عطا کرتے رہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا کہ سیرت کے سلسلہ میں مغربی مفکّرین کے اعتراضات کو پیشِ نظر رکھ کر اچھے اچھے جواب تیار ہونے چاہئیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ راگست ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے آیت فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ سن ۱۹۲۲ء، ۱۹۲۳ء اور ۱۹۲۴ء کے دور میں جو ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے انتہائی دردناک دور تھا، ملکانہ کے علاقہ میں ایک شُدھی کی تحریک چلائی گئی تھی اور کثرت سے راجپوتوں کو یہ کہہ کر ہندو بنایا جارہا تھا کہ تمہارے آباؤ اجداد بھی ہندو تھے اور تمہیں مسلمان بادشاہوں نے زبردستی مسلمان بنالیا تھا اِسلئے تمہارا اصل مقام اور دائمی مقام ہندو سوسائٹی میں ہے اور اگر تم دوبارہ ہندو بن گئے تو تمہیں

بہت سی ایسی مراعات حاصل ہو جائیں گی جو اس سے پہلے حاصل نہیں ہیں۔ روپیہ کا لالچ بھی دیا گیا اور روپیہ خرچ بھی کیا گیا اور بعض جگہ جبر سے بھی کام لیا گیا اور ہندوؤں کی طرف سے اس علاقے میں ایسے تنگ حالات پیدا کر دیئے گئے کہ بہت سے مسلمان مجبور ہو کر اس دباؤ کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ پاکر ہندو ہونے شروع ہو گئے۔ اس وقت جماعتِ احمدیہ ہی کو یہ توفیق ملی کہ اس انتہائی خوفناک سازش کو بے نقاب کرے اور حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اس شدھی کی تحریک کے خلاف ایک انتہائی کامیاب جہاد شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

فرمایا: تمام ہندوستان کے مسلمان علماء کی حمیت کو اُکسایا گیا۔ ان کو خط لکھے گئے۔ ان کی منتیں بھی کی گئیں۔ ان کو طرح طرح سے اسلام کی محبت کے واسطے دے کر اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ اپنے مذہبی اختلافات کو چھوڑ دو اور اس خوفناک تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔

فرمایا: آج میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حال ہی میں ہندوستان میں دوبارہ ایک نہایت ہی خوفناک شدھی کی تحریک شروع کی گئی ہے اور وہی علاقہ ملکانہ کا علاقہ اس کے لئے منتخب کیا گیا ہے اور اس دفعہ غالباً ہندوستان کے بعض انتہاء پسند لیڈروں کو جن میں آریہ بھی پیش پیش ہیں یہ شہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ جو اس معاملہ میں اسلام کا فعال دفاع کر سکتی تھی وہ مسلسل بے خوف قربانیاں دے سکتی تھی، اس کی اکثریت تو یہاں سے ہجرت کر کے پاکستان جا چکی ہے اور پاکستان میں وہ خود ایسے مصائب میں مبتلا ہے کہ اسے اس بات کی ہوش ہی نہیں ہو سکتی کہ ہندوستان کی سرزمین میں آکر شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد کا اعلان کرے اور جہاں تک ہندوستان کی جماعتوں کا تعلق ہے وہ جانتے ہیں کہ اُس زمانہ کی نسبت جب یہ شدھی کی تحریک ۱۹۲۲ء، ۱۹۲۳ء، ۱۹۲۴ء کے سالوں میں شروع ہوئی اور پھر انجام کو پہنچی اُس زمانہ میں جماعت کو جو طاقت حاصل تھی اب اس کا عشرِ عشیر بھی حاصل نہیں ہے۔ فرمایا: اس وجہ سے ان کی حوصلہ افزائی ہو گئی اور کچھ پاکستان میں جماعت کے حالات کی بناء پر ان کو یہ جرأت ہوئی لیکن میں ہندوستان کے اُن انتہاء پسند آریوں اور دیگر مذہبی جنونیوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ کسی قیمت پر بھی جماعتِ احمدیہ اس جہاد سے باز نہیں آئے گی۔ قطع نظر اس کے کہ جماعتِ احمدیہ ہندوستان میں کمزور ہے اور باوجود اس کے کہ پاکستان میں بھی جماعتِ احمدیہ کو عظیم الشان مسائل اور مصائب کا سامنا ہے میں ہندوستان میں شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں

اور جب تک یہ شدھی کی تحریک، وہاں چلتی رہے گی اس کے دفاع کا جھنڈا انشاء اللہ جماعتِ احمدیہ کے ہاتھوں میں رہے گا۔

نیز بتایا کہ ان لوگوں کا اندازہ ہے کہ اب تک وہ کُل چالیس ہزار راج مسلمانوں کو ہندو بنا چکے ہیں اور خود حکومت نے ان کی تعداد دس ہزار تسلیم کی ہے۔

فرمایا: انتہائی خوفناک حالت ہے لیکن جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے یہ بات نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے کہ ہم پہلے ہی ایک شدھی کی تحریک کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ ۱۹۲۲ء، ۱۹۲۳ء کے مقابل پر آج ہمیں دو شدھی کی تحریکوں کا مقابلہ کرنا ہے ایک وہ تحریک جو ہندوؤں نے مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی چلائی ہے اور ایک وہ تحریک جو پاکستان کے ملّانوں نے مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی چلائی ہے۔

فرمایا: دو ملکوں میں ہمیں دو مکھی لڑائی لڑنی ہے ایک ملک میں انتہائی کامیابی کے ساتھ اِس جہاد میں پہلے ہی مصروف ہیں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اِس دفعہ ان دونوں تحریکات کا موازنہ کریں تو کئی لحاظ سے پاکستان میں چلائی جانے والی تحریک زیادہ ظالمانہ اور زیادہ خطرناک ہے۔ ۱۹۲۳ء میں جو تحریک اپنے عروج تک پہنچی تھی اس تحریک میں مسلمانوں کو جب تک ہندو بنا نہیں لیا جاتا تھا اور وہ اقرار نہیں کرتے تھے کہ وہ ہندو ہو گئے ہیں اس وقت تک ان کی مسجدوں کی شکل نہیں بدلائی جاتی تھی۔ ان سے ان کے مسلمان ہونے کے حقوق نہیں چھینے جاتے تھے۔ مذہب مقدسہ کی بے حرمتی نہیں کی جاتی تھی۔ ان کی مساجد مسمار نہیں کی جاتی تھیں۔ ان کو زبردستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار پر اس طرح مجبور نہیں کیا جاتا تھا کہ اگر انکار نہ کرو گے تو گلیوں میں گھسیٹا جائے گا۔

فرمایا: پاکستان کی تحریک ان تمام نقوش میں ہندوؤں کی اُس تحریک سے بھی زیادہ خطرناک اور بھیانک ہے اور آج کی تحریک سے بھی زیادہ بھیانک ہے۔

پھر حضور نے اِس ضمن میں مردان میں ہونے والے واقعہ کا تفصیلی ذکر فرمایا جو عید کے دن پیش آیا کہ نمازِ عید کے بعد تمام احمدیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور بیت الذکر میں جو قیمتی اشیاء تھیں ان کو لُوٹ لیا گیا اور اس کے بعد بیت الذکر کو شہید کر دیا گیا اور پولیس کی موجودگی میں یہ سارا واقعہ ہوا۔

فرمایا: اِس شدھی کی تحریک کا مقابلہ ہم بڑی کامیابی سے کر رہے ہیں۔ اگر ہندوستان کی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اتنے خوفناک حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے جماعت اِس طرح پھنس چکی ہے کہ ہماری اس تحریک کو نظر انداز کر دے گی تو اس خواب وخیال کی دُنیا سے باہر آجائے کسی قیمت پر

بھی اسلام کے خلاف ہونے والے حملے کو جماعتِ احمدیہ ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتی۔ کہیں بھی اسلام کو بُری آنکھ سے دیکھا جائے گا تو صفِ اوّل پر لڑنے کے لئے ہمیشہ جماعتِ احمدیہ کے خدام اور انصار اور ضرورت پڑی تو مستورات بھی سامنے آئیں گی۔ اِس لئے مَیں ہندوستان میں شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد کا ایک عام اعلان کر رہا ہوں اور پھر حضور نے آخر میں جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے وسیع فضل نازل ہوتے ہیں۔

نیز فرمایا: ہندوستان کی جماعتیں ہرگز خوف نہ کھائیں اللہ تعالیٰ آپ کو فتحمند کرے گا جیسا کہ اِس سے پہلے کیا۔ جائیں اور اِس میدان میں اپنا سب کچھ جھونک دیں اور دینِ حق کا دفاع کریں کہ جماعتِ احمدیہ کا قیام اِسی غرض سے ہے۔

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے ہیں

بڑے ہی مبارک ہیں وہ لوگ

جنہیں خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کا مظہر بنانے کیلئے چُن لیا

(خلاصہ خطبہ عید الاضحیٰ مؤرخہ ۱۶؍اگست ۱۹۸۶ء)

حضور پُر نور نمازِ عید کے لئے گیارہ بجے عید گاہ تشریف لائے اور نمازِ عید ادا فرمائی۔ نماز عید کے بعد مطابق سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیات وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج جو عید منانے کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں یہ قربانیوں کی عید کہلاتی ہے اور اس میں قربانی کا مضمون عروج پر پہنچا ہوا ہے اور اس کا گہرا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں سے ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو غیر معمولی عظمت اور اعزاز بخشا ہے اور کسی کی قربانی کو ایسی عظمت نصیب نہیں ہوئی جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو۔

اس کی عظمت کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضورِ انور نے قربانی کے بعض پہلوؤں پر تفصیل سے

روشنی ڈالی اور فرمایا کہ بعض پہلو قربانی کو عظمت دینے والے ہوتے ہیں اور بعض اس کی لذت کو گرا بھی دیتے ہیں۔ فرمایا: بعض قربانیاں اصولوں کی خاطر کی جاتی ہیں بعض مجبوراً کی جاتی ہیں۔ پھر قربانی دینے والے کی اپنی ذات کا اس میں دخل ہوتا ہے جو قربانی کے معیار کو بلند کرتا یا گراتا ہے۔ بعض قربانیاں طوعی طور پر اخلاص اور عشق کے نتیجہ میں کی جاتی ہیں۔

فرمایا: قربانی کرنے والے کا مقام قربانی کو عظمت بخشتا یا چھوٹا کر کے دکھاتا ہے مثلاً عالمی جنگوں میں بے شمار سپاہیوں نے قربانیاں دیں جن کی قربانی سپہ سالاروں کی قربانی سے ہرگز کم نہ تھی لیکن ان کی قربانیوں کو قوم نے وہ عظمت نہ دی جو سپہ سالاروں کی قربانیوں کو دی گئی اور اُن کی یاد میں بڑے بڑے بُت اور مجسّمے بنائے گئے۔

نیز فرمایا کہ قربانی کا مقصد ان کی عظمت میں اضافہ کرتا ہے یا عظمت کو کم کرتا ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے جرمن قوم کی قربانیوں کا ذکر فرمایا جن کو آج حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ ان کا مقصد گندا تھا۔ فرمایا: یہ سارے سوال کہ قربانی کون کر رہا ہے کس کی خاطر کر رہا ہے۔ کس مقصد کے لئے کر رہا ہے۔ کس وجود کی خاطر کر رہا ہے، قربانی کے مقام کو معیّن کرتے ہیں کہ وہ قربانی کس حد تک عظمت کے لائق ہے۔

فرمایا: اس وقت ہمارے پیش نظر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی ہے جو خالصتاً طوعی قربانی تھی اور اس میں جذبۂ محبّت شدّت کے ساتھ پایا جاتا تھا۔ باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اختیار تھا کہ وہ قربانی سے پیچھے ہٹ جاتے وہ قربانی میں آگے بڑھتے ہوئے مزید قربانیوں کی تمنّا کرتے گئے حالانکہ آپ قربانی کی تلخی کو دیکھ چکے تھے جبکہ آپ کی قوم نے آپ کو آگ میں ڈالا تھا لیکن پھر بھی قربانی کی تمنّا آپ کے دل میں پلتی رہی اور آپ یہ دعا کرتے رہے کہ کاش میری اولاد بھی میری طرح قربانی کرنے والی ہو۔ اور پھر اس دعا کو اپنی اولاد تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اسے وسیع کیا اور خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ ہماری تو یہ دعا ہے کہ ایک عظیم امت پیدا ہو جائے جو تیرے حضور قربانیاں کرتی چلی جائے اور ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ ضرور قربانیاں کرنے کے مواقع پیدا فرما اور فرماتا چلا جا جس پر چل کر ہم اپنی تمناؤں کو قربان کرتے جائیں کیونکہ ہم تو تیری توجہ چاہتے ہیں۔

فرمایا: ہر قربانی کے بعد عید کا تصوّر بھی ہوتا ہے۔ قربانی جتنی عظیم الشان ہوگی اس کی عید بھی اتنی ہی عظیم الشان ہوگی اور اس کی جزاء بھی عظیم الشان ہوگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو

جزاء مانگی وہ اتنی عظیم الشان اور حیرت انگیز جزاء تھی کہ عرش کے کناروں تک اپنا مقام رکھتی تھی۔ وہ جزاء یہ تھی کہ اے خدا! میں ان ساری قربانیوں کی یہ جزاء مانگتا ہوں کہ ہمیں میں سے وہ عظیم الشان رسول پیدا فرما دے جس کا وعدہ تُونے سب انبیاء سے کیا تھا۔

فرمایا: وہ وجود حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی دعا سے بڑھ کر عطا کیا اور یہ فرمایا کہ اے ابراہیم جس طرح تُو چاہتا ہے کہ تیرا فیض تیرے بعد جاری رہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنے والا اپنے فیض کو بند کر دے۔ وہ تو ایسے رسول ہیں کہ ان کا فیض قیامت تک جاری رہے گا اور یہ رسول جس طرح ان لوگوں میں مبعوث ہوگا جن کے لئے تُونے دعا کی ہے اور پھر ان لوگوں میں مبعوث ہوگا جو آخرین ہیں اور اس کا زمانۂ فیض لامحدود ہوگا۔

پھر حضور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں کی قربانیوں سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قربانی معراج تک پہنچی ہوئی تھی۔ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دَور ایک پہلو سے عید اور ایک پہلو سے قربانیوں کا دَور ہے۔ اس کے بعد حضور نے تمام دُنیا کے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تمام دُنیا کے احمدیوں کو مبارک ہو کہ آپ انہی دعاؤں کا ثمرہ ہیں جو ثمرہ بطور عید حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگا تھا اور ثمرے کا بھر ثمرہ ہیں۔ آپ ہیں وہ آخرین جن کے متعلق خدا نے خبر دی تھی۔ بڑے ہی مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کا مظہر بنانے کے لئے چُن لیا۔ فرمایا: اسیرانِ راہ مولیٰ کی عید عظیم الشان عید ہے اور وہ لوگ جن کو حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے ان کی عید بھی عظیم الشان عید ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ ہم ناکارہ اور ذلیل بندوں کو اپنے پیار اور محبّت کی نظر ڈالنے کے لئے اللہ نے چُن لیا ہے خدا کرے کہ یہ نمونہ اپنے تمام نقوش اور حُسن میں اپنے اصل کے قریب تر رہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں چلے۔ نیز فرمایا: خدا کی خاطر قربانیاں کرنے والوں کی جزاء محدود نہیں ہوتی کیونکہ خدا وہ ذات ہے جو لامحدود ہے اور اس پر کوئی فنا نہیں۔ اِس لئے آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کی قربانیوں کی جزاء آپ کی ذات تک محدود نہیں بلکہ تا قیامت آپ کی نسلیں ان قربانیوں کا پھل کھاتی رہیں گی — خطبہ ثانیہ میں فرمایا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنّت تھی کہ عیدِ قربان پر نماز کے بعد جلدی گھر تشریف لے جاتے تھے اِس لئے آج مصافحہ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور بارہ بجکر بیس منٹ پر حضور انور واپس تشریف لے گئے۔

درسِ حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ـــ بحیثیت رحمۃ للعالمین

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔اے۔ایم لٹ (آکسن)

میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فداہ ابی وامی پر ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں کہ آپؐ رحمۃ للعالمین تھے ـــ رؤوف ورحیم تھے ـــ آپؐ کی رحمت وشفقت آپ کے تمام اخلاقِ حسنہ میں جلوہ گر تھی ـــ کبھی یہ جود وسخا بنی تو کبھی عفو میں جلوہ گر ہوئی اور کبھی اسی رحمت نے علم وصبر کا رُوپ دھار لیا ـــ یہی رحمت تھی جو کبھی پانی بن کر آپ کی آنکھوں سے بہہ پڑی اور کبھی مسکراہٹوں کی صورت میں آپؐ کے دہنِ مبارک پر بکھر کر کائنات کو رعنائیاں بخش گئی ـــ کبھی دُعا بنی اور بارش کی صورت میں برسی اور کبھی یہ دُعا بن کر سکینت واطمینان کے سامان لے آئی ـــ اپنوں نے بھی اس کے جلوے دیکھے اور غیروں نے بھی۔ چھوٹا بڑا، مرد وزن، کوئی بھی اس سے محروم نہ رہا خدا کی تمام مخلوق کو اس نے اپنے پَروں کے نیچے لے رکھا تھا ـــ یہ کمزوروں مسکینوں، غریبوں یتیموں اور بیواؤں کا سہارا بھی بنی اور مالداروں، طاقتوروں، سرداروں، بادشاہوں پر بھی اس کی عنایات ظاہر ہوئیں۔ غرض آسمان کے نیچے کوئی ایسی مخلوق نہیں جو اس کے فیض سے محروم رہ گئی ہو۔ اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

۲

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور جو دُنیا کو روشن کرتا ہے اور

رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے اور رؤوف اور رحیم جو خدا تعلیٰ کے نام ہیں ان ناموں سے بھی آپؐ پکارے گئے ہیں۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں گویا آپؐ کا دل ہاتھ سے نکلا جاتا تھا ایسا کہ گویا عنقریب اُس پر غشی طاری ہو جائیگی اور گویا شدتِ قلق سے آپؐ کے اعضاء آپؐ سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ آپؐ کی ہمدردی نے آپؐ کو اس مقام تک پہنچا دیا کہ جو باپ سے بڑھ کر اور ماں سے بڑھ کر اور ہر ایک غمخوار سے بڑھ کر تھی۔"

٣

احادیث میں اِس کثرت سے آپؐ کے شفقت و رحمت کے واقعات ملتے ہیں کہ کسی ایک موقع پر بیان کرنے کے لئے ان کا انتخاب مشکل ہو جاتا ہے۔ ہر ہر ادا میں شفقت و رحمت کا پہلو غالب تھا۔ انتہائی نرمی سے گفتگو فرماتے اور ہر انسان کے مزاج اور اس کی عقل کے مطابق گفتگو فرماتے۔ کوئی مصافحہ کرتا تو کبھی ہاتھ چھڑانے میں پہل نہ کرتے اور ہاتھ اُس وقت تک علیحدہ نہ کرتے جبتک مصافحہ کرنے والا خود ہاتھ نہ چھڑا لے۔ مہمان آتا تو انتہائی خندہ پیشانی کے ساتھ اس کو گھر کے دروازہ پر مرحبا کہتے رخصت ہوتا تو اس کا سامان اُٹھا کر گھر کے دروازہ تک جاتے اور وہاں الوداع کہتے۔ حضرت انسؓ کو ایک لمبا عرصہ حضورؐ کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی وہ کہتے ہیں کہ مارنا تو کجا آپؐ نے کبھی جھڑکا تک نہیں۔ اگر کسی کام کے لئے ارشاد فرماتے اور مَیں نہ کرتا تو کبھی نہ کہتے کہ کیوں نہیں کیا اور اگر کوئی کام حضورؐ کی مرضی کے خلاف کر بیٹھتا تو کبھی نہ کہتے کہ کیوں کیا۔

ایک دفعہ حضورؐ کی موجودگی میں مسجدِ نبویؐ میں ایک بدّو آیا اور مسجد کے صحن میں ایک طرف پیشاب کرنے بیٹھ گیا۔ صحابہؓ نے روکنا چاہا تو فرمایا نہیں کرنے دو۔ پھر جب وہ فارغ ہوا تو فرمایا اب پانی بہا دو۔ ایک سیاہ فام عورت مسجدِ نبوی میں صفائی اور جھاڑ پھونک کیا کرتی تھی حضورؐ کو چند دن نظر نہیں آئی۔ پوچھا کہاں گئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ فوت ہو گئی۔ فرمایا مجھ سے ذکر کیوں نہیں کیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک بیچاری اور غریب سی عورت تھی ہم نے سوچا کہ اسکے جنازہ کے لئے حضورؐ کو کیوں تکلیف دیں ہم نے خود ہی جنازہ پڑھ کر دفنا دیا۔ فرمایا ایسا نہیں کرنا تھا مجھے اطلاع دی ہوتی مَیں خود اس کی نمازِ جنازہ پڑھاتا اچھا اب مجھے اسی کی قبر دکھاؤ۔ پھر اس کے مزار پر گئے اور وہاں دعا کی۔

غرض صحابہؓ نے بھی اور غیروں نے بھی حضورؐ کی شفقت کے ہزارہا نظارے دیکھے۔ اس وقت میں نے صحابہؓ پر شفقت، منافقین پر شفقت اور اپنے دشمنوں پر شفقت کے چند واقعات لئے ہیں۔

• عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النَّعِيْمِ وَالَّذِيْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ۔

(کنزالعمال جلد ۷، ص ۸۶ طبع مصری)

مصعب بن عمیر مکہ کے ایک بڑے صاحب اثر اور امیر خاندان کے نوجوان تھے جو ابتدائے زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ مسلمان ہونے سے پہلے بڑی امیرانہ ٹھاٹ سے رہتے اور بہت عمدہ لباس پہنا کرتے تھے مسلمان ہوئے تو ان کو ان کے اموال سے محروم کر دیا گیا۔

محمد بن کعبؓ انہی مصعبؓ بن عمیر کے بارہ میں یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہوئے سُنا۔ ان کو حضرت علی نے بتایا کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب بن عمیر سامنے سے ہماری طرف آتے دکھائی دئے۔ اس وقت سوائے ایک چادر کے جو اس قدر پھٹی ہوئی تھی کہ اُس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے اُن کے تن پر اور کوئی لباس نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ان کی طرف اٹھی خیال آیا کہ کبھی یہ شخص ہر وقت امیرانہ لباس میں ملبوس رہتا تھا اور آج اس کی یہ حالت ہے اور بے اختیار حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

• عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اِذَا عُثْمَانُ جَالِسٌ يَبْكِيْ عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ قَالَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَاهُ يَعْنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكَ يَا عُثْمَانُ قَالَ اَبْكِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ انْقَطَعَ صِهْرِيْ مِنْكَ قَالَ لَا تَبْكِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ عِنْدِيْ مِائَةَ بِنْتٍ تَمُوْتُ وَاحِدَةٌ بَعْدَ وَاحِدَةٍ زَوَّجْتُكَ اُخْرٰى حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الْمِائَةِ شَيْءٌ۔ هٰذَا جِبْرِيْلُ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ

عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَكَ اُخْتَهَا رُقَيَّةَ وَ اَجْعَلَ صَدَاقَهَا مِثْلَ صَدَاقِ اُخْتِهَا۔ (کنز العمال کتاب الفضائل جلد ۶ صـ۳۴۵)

حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کے پاس سے گزرے تو دیکھا وہ بیٹھے رو رہے ہیں اس وقت آپ کے دونوں ساتھی یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی حضورؐ کے ہمراہ تھے آنحضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو روتے دیکھا تو فرمایا عثمان کیا ہوا کیوں روتے ہو۔ عرض کیا بس اور تو کوئی بات نہیں صرف اِس لئے روتا ہوں کہ حضورؐ سے دامادی کا رشتہ ٹوٹ گیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا مت رو تُو تو مجھے ایسا پیارا ہے کہ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میری سَو بیٹیاں بھی ہوتیں اور ایک تجھ سے بیاہنے کے بعد فوت ہو جاتی تو دوسری بیٹی تجھے دے دیتا اور اگر وہ بھی فوت ہو جاتی تو تیسری تجھے بیاہ دیتا یہاں تک کہ میرے گھر میں ان سَو میں سے ایک بیٹی بھی نہ رہتی۔ اور اے عثمان خوش ہو کہ میرا مولیٰ جو میرے جذبہ کو جانتا ہے اس کا حکم ابھی جبرائیل لے کر آئے ہیں کہ مَیں تجھ سے اپنی فوت ہونے والی بیٹی کی بہن رقیہ بیاہ دوں اور اس کی بہن جتنا اِس کا حق مہر رکھوں۔

• عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ اَنْ يُّعْطِيَهٗ قَمِيْصَهٗ يُكَفِّنُ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَسَاَزِيْدُهٗ عَلَى السَّبْعِيْنَ قَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

(بخاری کتاب التفسیر باب قولہ استغفرلھم اولا تستغفرلھم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول فوت

ہؤا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کے کفن کے لئے حضورؐ اپنی قمیص عنایت فرماویں اس پر حضورؐ نے اپنی قمیص ان کو عنایت کر دی۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ کا جنازہ بھی پڑھاویں حضورؐ نے ان کی یہ درخواست بھی مان لی۔ جنازہ کے لئے باہر تشریف لائے اور جب جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ برداشت نہ ہؤا کہ آپؐ ایسے منافق کا جنازہ پڑھائیں آگے بڑھے اور حضورؐ کے کپڑوں کو پکڑ لیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ اس منافق کا جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقوں کے لئے دعا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا (کہ عمر تم جس آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہو اس میں مجھے منع تو نہیں فرمایا) مجھے تو اللہ نے اختیار دیا ہے میرے مولیٰ نے تو کہا ہے کہ اگر مَیں اس کے حضور ستّر بار بھی ان منافقوں کے لئے استغفار کروں تو بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا لیکن اس نے یہ تو نہیں فرمایا کہ اگر مَیں ستّر بار سے زیادہ ان کے لئے استغفار کروں تو بھی انہیں نہیں بخشے گا اس لئے مَیں اپنے مولیٰ کے حضور اس کے لئے ستّر بار سے زیادہ استغفار کروں گا اس پر حضرت عمرؓ نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ منافق تھا لیکن آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا اور عبداللہ بن ابی کا جنازہ پڑھانے لگے۔ جب حضورؐ نماز پڑھا چکے تب یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (سورہ توبہ ع ۱۱) کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب جبکہ دُنیا منافقوں کے حق میں بھی تیری عدیم المثال رحمت کا نظارہ دیکھ چکی ہم تجھے کہتے ہیں کہ اگرچہ تیرا دل یہی چاہتا ہے کہ تُو ان منافقوں پر بھی اپنی رحمت کی بارش کرتا رہ لیکن ہم تجھے منع کرتے ہیں کہ آئندہ ان میں سے اگر کوئی مر جائے تو تُو کبھی ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھائے گا اور ان کی قبروں پر جا کر بھی انکی بخشش کے لئے کبھی دعا نہیں مانگے گا۔

- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ حَتّٰى لَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَلَمْ يَكَدْ اَنْ يَّسْجُدَ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ اَنْ يَّرْفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَلَمْ يَكَدْ اَنْ يَّسْجُدَ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ اَنْ يَّرْفَعَ رَأْسَهٗ فَجَعَلَ يَنْفُخُ وَيَبْكِىْ وَيَقُوْلُ رَبِّ اَلَمْ تَعِدْنِىْ اَنْ لَّا تُعَذِّبَهُمْ وَاَنَا فِيْهِمْ رَبِّ اَلَمْ تَعِدْنِىْ اَنْ لَّا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ

یَسْتَغْفِرُوْنَ وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ فَلَمَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اِنْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا انْكَسَفَا فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

(شمائل الترمذی باب ما جاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگا تب آپ نمازِ کسوف پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ ہمیں احساس ہونے لگا کہ آپ کبھی رکوع نہیں کریں گے۔ پھر آپؐ رکوع میں چلے گئے پھر آپ نے اتنا لمبا رکوع کیا کہ گمان ہوتا تھا کہ شاید آپ رکوع میں ہی رہیں گے اور سر نہیں اٹھائیں گے۔ پھر آپ نے ایک طویل رکوع کے بعد سر اُٹھایا اور کھڑے ہوئے اور پھر رکوع کے بعد بھی اتنی دیر کھڑے رہے کہ شاید اب آپ سجدہ میں نہیں جائیں گے۔ پھر آپ سجدہ میں چلے گئے۔ پھر آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا اتنا لمبا سجدہ کیا کہ ہمیں لگتا تھا کہ آپ سجدہ میں ہی پڑے رہیں گے اور کبھی سر نہیں اُٹھائیں گے۔ پھر ہم نے آپ کو سجدہ کی حالت میں آہیں بھرتے سُنا اور آپ سجدہ میں روتے رہے اور اپنے مولیٰ کے حضور عرض کرتے رہے کہ یا ربّا کہیں یہ گرہن اس لئے تو نہیں لگا کہ اب میری قوم پر تیرا عذاب آنے والا ہے اے میرے مولیٰ ایسا تو نہ کیجیو۔ اے میرے اللہ کیا تُو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہُوا کہ جب تک میں اس قوم میں ہی تو اس پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔ میرے مولیٰ کیا تُو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہُوا کہ جب تک میری قوم تجھ سے تیری بخشش طلب کرتی رہے گی تو ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا میرے آقا یہ سچ ہے کہ وہ لوگ تیرے حضور جُھک کر تیری بخشش نہیں مانگتے لیکن مولیٰ میں اور یہ میرے ساتھی ہم سب مل کر ان کے لئے تیری بخشش مانگتے ہیں۔ اللہ ہماری استغفار ان کے حق میں قبول کر لے اور ان پر عذاب نازل نہ کر۔

عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر حضورؐ نے اسی کیفیت میں دوسری رکعت بھی پڑھی۔ جب حضورؐ نماز ختم کر چکے تو گرہن جاتا رہا اور سُورج کا چہرا صاف ہو گیا تب آپ نے خدا کا شُکر ادا کیا اور اسکی حمد بجا لائے۔ پھر آپؐ ہم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا دیکھو سُورج اور چاند خدا کے نشانات میں سے دو نشان ہیں پس جب ان کو گرہن لگا کرے تو خشیت کے ساتھ خدا کے حضور جُھک کر اس کو یاد کیا کرو۔

ایسے پیارے وجود تھے کہ جب تک اِس جہان میں رہے شفقتوں اور رحمتوں کی بارشیں

برساتے رہے۔ ایسی بے پایاں رحمتیں برسائیں کہ جو جان کے دشمن تھے جان نثار بن گئے۔ ایسی کہ جان نثاروں کو عاشق زار بنا دیا۔ ایسے عاشق زار کہ جب محبوب نے وضو کیا تو کوئی پانی کا قطرہ جو جسمِ مبارک کو چھُو کر گزرا زمین پر نہ گرِ پایا اور عاشقوں نے ہوا ہی میں اسے اُچک لیا۔ ایسے وجود تھے کہ جب اس دُنیا سے گذر گئے تو عاشقوں کی کمریں ٹوٹ گئیں اور عمرؓ جیسا بہادر اور جری انسان بھی اپنے حواس کھو بیٹھا اور جب اس کو یقین دلایا گیا کہ تیرا محبوب واقعی رخصت ہو گیا ہے تو فرطِ غم سے بیہوش ہو کر گر گیا۔

حضرت بلالؓ نے اذان دینی چھوڑ دی اور اس کے مُنہ کا بھُوکا ایک دیوانہ مجنوں وار مدینہ کی گلیوں میں یہ گاتا پھرا ؎

كُنْتَ السّواد لناظری فعمی علیك النّاظر
من شاء بعدك فلیمت فعلیك كنت اُحاذر

تُو تو میری آنکھوں کی پُتلی تھا۔ تُو میری آنکھیں تھا جس سے مَیں باوجود اندھا ہونے کے دیکھتا تھا۔ تُو تھا تو سب کچھ تھا۔ یہ چاند یہ ستارے یہ ساری کائنات میرے ہی تو تھے۔ تیرے ہوتے نہ کھو کر کچھ غم تھا اور نہ کسی چیز کے ہاتھ سے نکلنے کا خوف۔ بس یہی دھڑکا لگا رہتا تھا کہ تُو داغِ جُدائی نہ دے جائے۔ آہ! آج تُو چلا گیا تو مَیں سچ مچ اپنی آنکھوں کا نور کھو بیٹھا ساری کائنات مجھ سے چھِن گئی —— آہ! اب تو نہیں تو نہ کسی کے مرنے کا غم ہے نہ کسی کو کھونے کا خوف نہ کسی کے جینے کی خوشی۔ بس ایک غم ہے اور وہ تیری جدائی کا غم ہے ایسا غم کہ اس نے مجھے جیتے جی مار دیا۔

ایسے وجود تھے کہ آپ اِس دُنیا سے چلے گئے لیکن آپؐ کی رحمتیں ہیں کہ برستی ہی جاتی ہیں آج بھی عشق کے زخم لگتے ہیں۔ کیسے وجود تھے کہ حجاب میں رہ کر بھی بازارِ عشق گرم رکھا۔ بڑے بڑے عاشق پیدا کئے اور ایک وہ بھی جو عاشقوں کا عاشق تھا جس کی پور پور سے اس کی محبّت بہتی تھی۔ اور وہ کبھی جو الفاظ کا رُوپ دھارتی تھی تو کچھ مستانے یہ آواز بھی سنتے تھے ؎

سرِ دارم فدائے خاکِ احمد ✧ دِلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

شذرات

نفاذِ شریعتِ حقّہ کس کے ہاتھ پر مقدّر ہے

" لیظھرہ علی الدّین کلّہ ..... ذٰلك اذا نزل عیسٰی لم یکن فی الارض دین اِلّا الاسلام "

کہ دینِ حق کا غلبہ حضرت مسیح کے نزول کے وقت ہوگا اور اس زمانے میں ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب دُنیا میں نہیں ہوگا۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۸ صـ ۸۶)

" وھو الامام الّذی یظھرہ اللہ علی الدّین کلّہ فیملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً وھٰذا ممّا ذکرنا ان تاویلہ بعد تنزیلہ "

کہ دینِ حق کا غلبہ امام آخرالزمان کے زمانہ میں ہوگا پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دے گا جبکہ اس سے پہلے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوگی۔ اور شریعتِ حقّہ کے نفاذ کی یہ حقیقت اس کے نزول کے بعد ہی عملی جامہ پہنے گی۔　(تفسیر قمی جلد ۲ صـ ۳۱۷)

بانئ پاکستان کا منشور

" پاکستان میں اقلیتوں کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں۔ ان کا مذہب اور ایمان پاکستان میں بالکل سلامت اور محفوظ رہے گا۔ ان کی عبادت کی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ ان کے مذہب، عقیدے، جان و مال اور ان کی ثقافت کا مناسب تحفّظ ہوگا۔ وہ بلا لحاظ رنگ و نسل ہر اعتبار سے پاکستان کے شہری ہوں گے۔"

(بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح صـ ۲۲)

"پارلیمنٹ کو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا کوئی حق نہیں

این ڈی پی کے سربراہ ولی خاں نے کہا ہے کہ ان کی جماعت اعلان کرتی ہے کہ پارلیمنٹ کو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا کوئی اختیار نہیں وہ بلوچستان بار سے خطاب کرنے کے بعد سوالوں کے جواب دے رہے تھے۔ اِس سلسلہ میں سوال بار ایسوسی ایشن کے سابق صدر مسٹر خالد ملک نے کیا تھا۔ ولی خاں نے کہا کہ بھٹو کے دَور میں جب احمدیوں کا مسئلہ پارلیمنٹ میں زیر بحث آیا تو میں نے پارلیمنٹ میں متحدہ اپوزیشن کے لیڈر کی حیثیت سے اِس بنیاد پر اس کی مخالفت کی کہ پارلیمنٹ ایسا فورم نہیں ہے کہ وہ کسی کو مسلمان یا غیر مسلم قرار دے۔ انہوں نے کہا کہ میرا موقف یہ تھا کہ قائداعظم نے اگست ۱۹۴۷ء کو پارلیمنٹ میں کہا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد یہاں مسلمان مسلمان نہیں اور ہندو ہندو نہیں رہا ہے بلکہ سب پاکستانی ہیں۔ قائداعظم نے یہ بات مذہبی لحاظ سے نہیں بلکہ سیاسی نقطۂ نظر سے کہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ جب بابائے قوم نے ہندو تک کے لئے اتنے واشگاف اور واضح الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے تو پارلیمنٹ کسی کو مسلمان یا غیر مسلم قرار دینے کا اعلان کیسے کر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ اس سے قبل کہ پارلیمنٹ اپنا حتمی فیصلہ دے احمدیہ جماعت کے سربراہ کا موقف بھی سُن لیا جائے میرے اصرار پر احمدیہ جماعت کے سربراہ کو پارلیمنٹ میں اپنے موقف کے اظہار کے لئے طلب کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ احمدیہ جماعت کے ارکان غیر مسلم قرار دے دیئے گئے ہم اس کے خلاف تھے اور اب بھی خلاف ہیں۔ ہم سیکولرزم پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے موجودہ حکومت کی طرف سے اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی بھی مخالفت کی۔"

(روزنامہ مشرق ۲۱۔ جولائی ۱۹۸۶ء)

"قائدِ اعظم مذہبی حکومت قائم نہیں کرنا چاہتے تھے

معمر مسلم لیگی راہنما سردار شوکت حیات نے کہا ہے کہ قائداعظم مذہبی حکومت کی بجائے پاکستان میں اسلامی فلاحی معاشرہ قائم کرنا چاہتے تھے ٹیلی فون پر بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قیامِ پاکستان کے وقت لا الٰہ الّا اللہ کا نعرہ قائداعظم کا نہیں بلکہ طالب علموں کا تھا۔ قائداعظم اسلامی فلاحی معاشرہ چاہتے تھے جس کے لئے ہم نے قربانیاں دیں اور جمعیت علماءِ ہند اور جماعتِ اسلامی جیسی مذہبی جماعتوں نے مخالفت کی۔ قائداعظم کے حکم پر مَیں اور راجہ غضنفر علی خان ۱۹۴۶ء میں قادیان

اور مولانا مودودی کے پاس گئے تھے۔ بٹالہ سے جلسے ختم کر کے ہم رات کو بارہ بجے قادیان پہنچے جہاں ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا کہ ان کی جماعت کا ہر فرد مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کرے گا لیکن جو قادیانی امیدوار کھڑے ہوتے ہیں مسلم لیگ ان کی مدد کرے گی۔ جب ہم قائد اعظم کا پیغام لے کر مولانا مودودی کے پاس گئے اور کہا کہ آپ پاکستان کے لئے دعا بھی کریں تو مولانا نے کہا! "آپ میرے پاس 'ناپاکستان' کے لئے دعا کروانے آئے ہیں"۔ سردار شوکت حیات نے کہا اگر کسی کو میری باتوں سے اختلاف ہے تو وہ عدالت میں اس معاملے کو لے کر جائے میں ان سب باتوں کو ثابت کروں گا۔"

(روزنامہ جنگ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۴ء صا کالم ۳)

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

"سندھ کی صورت حال۔ ایک جائزہ۔ ایک تجزیہ" کی تیسری قسط میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رقمطراز ہیں:-

"اب ذرا پنجاب کی طرف آئیے وہاں کے مسلمان کا رویہ انگریزی حکومت کے ساتھ بالکل برعکس رہا ہے۔ وہاں انگریز کو خوش آمدید کہا گیا اور اس کی ایک وجہ تھی اور وہ یہ کہ انگریز نے پنجاب کے مسلمان کو سکھوں کی بدترین غلامی سے نجات اور ان کے بدترین اور توہین آمیز مظالم اور غارت گری سے رستگاری دلائی تھی۔ اس میں پنجابی کا قصور نہیں ہے بلکہ اُن حالات میں اُن کا یہ طرزِ عمل بالکل فطری تھا انگریز اُن کے لئے نجات دہندہ بن کر آیا تھا۔ کہاں سکھوں کی بدترین اور جابرانہ غلامی اور کہاں انگریزی دستوری، آئینی اور عسکری نوعیت کی بالادستی جس میں بلاتفریق مذہب اور دھرم سب باشندوں کو امن وسکون حاصل تھا۔۔۔۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ پنجابی مسلمان کے دل میں انگریز کے خلاف نفرت کے جذبات کیوں پیدا نہیں ہوئے بلکہ ایک گونہ احسان مندی کا احساس پیدا ہوا۔ گویا کہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان احسان کا بدلہ تو احسان ہی ہے۔ بہر حال یہ وہ تاریخی پس منظر ہے جس کی وجہ سے پنجابی مسلمان نے انگریزی فوج میں خدمات انجام دیں۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۷ جون ۱۹۸۶ء)

اُذْکُرُوا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ

محترم ڈاکٹر ایم عبدالغفور صاحب سورابایا انڈونیشیا

میرے والد محترم ڈاکٹر ایم عبدالغفور صاحب آف سورابایا انڈونیشیا جو کہ نہایت متقی، پرہیزگار، ملنسار، دینِ حق واحمدیت کے شیدائی اور خدمتِ خلق، خدمتِ دین کے جذبہ سے سرشار اور تمام انڈونیشیا میں جانی پہچانی شخصیت تھے مورخہ ۱۸ رمئی ۱۹۸۶ء کو بوقت سحر ۸۳ سال کی عمر میں ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو کر اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم و مغفور بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ انہوں نے عرصہ ۵۵ سال تک انڈونیشیا میں دینِ حق واحمدیت کی بے لوث خدمت کی۔ آپ نے انڈونیشیا، عالمِ اسلام اور پاکستانی احباب کی خدمت کے لئے PAKISTAN LEAGUE، MUSLIM SOCIAL ASSOCIATION، JASASON SOCIAL UMAT ISLAM اور PAKISTAN SPPORTING CLUB قائم کیں اور آپ ان ایسوسی ایشنز کے بانی و صدر رہے۔

آپ کے انڈونیشیا کے سابق صدر احمد سوئیکارنو اور دیگر بہت سے عمائدین سے بھی تعلقات تھے۔ میرے والد صاحب مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ آپ نے محترم سید شاہ محمد صاحب مرحوم، محترم عزیز احمد صاحب ملک مرحوم، محترم مولوی امام دین صاحب مرحوم کے ساتھ مل کر جماعتِ احمدیہ انڈونیشیا کو رجسٹرڈ کرایا۔ سورابایا میں آپ نے اپنا ذاتی مکان وقف کر دیا تھا جو بطور بیت الذکر اور مہمان خانہ استعمال ہو رہا ہے۔

مرحوم اپنے خاندان میں پہلے احمدی اور پُرانے موصی تھے۔ آپ کا جنازہ لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ نماز جنازہ بعد نماز عشاء محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی۔ آپ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ تدفین میں بہت سے احباب جماعت اور کافی تعداد میں ہمارے عزیز رشتہ دار مہربانوں نے حصّہ لیا۔ بعد تدفین محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے ہی دعا کرائی۔

احبابِ کرام کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ میرے والد محترم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں۔ اِسی طرح وہ ہم سب پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین۔

(ڈاکٹر حاجی منیر احمد بھٹی۔ پشاور)

محترم قریشی فضل حق صاحب (پونچھ آزاد کشمیر)

مکرم قریشی فضل حق صاحب برادرِ اصغر محترم قریشی محمد حنیف صاحب مرحوم سائیکل سیاح بعمر تقریباً ۸۷ سال قادیان میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم علاقہ پونچھ کے باسی تھے۔ احمدیت کے شیدائی تھے۔ موضع سیکھواں میں سکول چلاتے تھے فیض اللہ چک میں بھی بچّوں کو پڑھاتے رہے۔ تقسیمِ ملک کے بعد مستقل طور پر قادیان میں رہائش اختیار کر لی اور درویشی کا زمانہ نہایت صبر، استقامت اور اطاعت گزاری سے بسر کیا۔ صوم وصلوۃ کے پابند، کم گو اور تہجّد گزار دعاگو بزرگ منش تھے۔ پڑھانے کا بہت شوق رکھتے تھے۔ تعلیم الاسلام سکول کی ابتدائی چھوٹی کلاسیں بھی مرحوم نے ہی شروع کی تھیں۔ غیر مسلموں کی کثیر تعداد نے ان سے اردو کی تعلیم حاصل کی۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیٹا عزیز انعام الحق اور پانچ بیٹیاں (جن میں سے چار شادی شدہ ہیں اور ایک کا ابھی رخصتانہ کرنا ہے) چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبرِ جمیل دے اور مرحوم کے اوصافِ حمیدہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(ناظر خدمتِ درویشاں)

محترم حاجی عبد السمیع صاحب زرگر مرحوم

محترم حاجی عبد السمیع صاحب زرگر مرحوم مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۵ء بروز جمعرات نماز مغرب بیت الذکر راجیکی میں ادا کرنے کے بعد شکور ہاؤسنگ پارک کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں دل پر شدید حملہ ہؤا جو جان لیوا ثابت ہؤا۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم بہت ہی خوش اخلاق اور خدا ترس انسان تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نظامِ سلسلہ کے اطاعت گزار تھے۔ خلافت سے بڑی محبّت تھی اور دل کی گہرائیوں سے تعلق رکھتے تھے۔ امامِ وقت کی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے۔ جب بیوت الحمد کی تحریک ہوئی تو تین پلاٹ شکور ہاؤسنگ پارک سے اپنے آقا کے حضور پیش کر دیئے جن کی قیمت اُس وقت اندازاً ڈیڑھ دو لاکھ

روپے تھی۔ غرباء اور مستحقین کی غائبانہ طور پر مدد کرتے رہتے تھے۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے خاص طور پر اہتمام فرمایا کرتے تھے اور مہمانوں کی خدمت کر کے بڑی خوشی محسوس کرتے۔

وفات سے قبل کئی سال تک بطور زعیم انصاراللہ دارالرحمت شرقی خدمات سرانجام دیتے رہے مرحوم اللہ کے فضل سے ۱/۱۰ کے موصی تھے لہٰذا ۱۳ ستمبر ۱۹۸۵ء کو بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اللّٰھم اغفرلہٗ وارحمہ وادخلہ فی جنّۃ نعیم۔ مرحوم نے سوگوار بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اپنے سایۂ رحمت میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ جملہ پسماندگان کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے اور سب کا حامی و ناصر ہے۔ آمین (عبدالصبور ناصر۔ ربوہ)

محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب باسط مرحوم بہاولپور

۱۱ اور ۱۲ جنوری ۱۹۸۶ء کی درمیانی رات ہماری زندگی کی نہایت ہی پیاری اور مشفق ہستی والدِ محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب باسط ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات سے ہماری زندگی میں نہ پُر ہونے والا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ میرے ابّو ہمارے لئے شفقت و محبت کا خزانہ تھے جن سے ہر کوئی اپنا حصّہ پا لیتا تھا۔ ایک پیار کرنے والے باپ، محبت سے بھرپور بھائی اور میری امّی کے لئے ایک فرشتہ سیرت شوہر تھے۔

میرے ابّو ایک نامور آرتھوپیڈک سرجن تھے اور اپنی صلاحیتوں اور علمی کمال کی بناء پر ملک بھر میں مشہور تھے۔

آپ ۱۹۶۲ء میں احمدی ہوئے۔ خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ باوجود سخت مخالفتوں کے تادمِ آخر احمدیت سے وابستہ رہے۔ آپ موصی تھے اور سلسلہ سے آپ کو والہانہ محبّت تھی۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ، مہمان نواز، مخلص اور احمدیت کے شیدائی تھے۔ وفات سے ایک ہفتہ قبل حضور سے انگلستان میں شرفِ ملاقات بھی حاصل ہوا۔ آپ کی عمر ۴۲ سال تھی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے جب بھی کوئی تحریک اٹھی آپ اس پر لبیک کہتے۔ مالی قربانیوں میں بھی پیش پیش تھے۔ آپ کے عالی ظرف اور بلند اخلاق کے سب گرویدہ تھے۔ انصاراللہ کی تنظیم کے سرگرم رکن رہے اور دس سال مجلسِ عاملہ جماعتِ احمدیہ بہاولپور کے رکن

کی حیثیت سے خدمات بجا لاتے رہے۔

ہم خدا کے حضور دست بہ دعا ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں اپنی مغفرت کی چادر سے ڈھانپ لے اور بہشتِ بریں میں ان کے درجات بلند کرے اور ہم بہنوں بھائیوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین　　(عائشہ صباحت احمد۔ میڈیکل کالج کالونی بہاولپور)

محترم سیّد انتظار حسین صاحب مرحوم

محترم سیّد انتظار حسین صاحب مرحوم ولد احمد حسین صاحب مرحوم مالک احمدیہ فرنیچر سٹور دہلی حال کراچی لمبی بیماری کی وجہ سے ۱۷ فروری ۱۹۸۶ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔

مرحوم دہلی کے انتہائی معزز اور مخلص احمدی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ تمام عمر انتہائی محبت اور جذبہ سے سلسلہ کی خدمت کرتے رہے اور کبھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ نے اپنی نگرانی میں المصلح الموعود کا جلسہ ۱۹۴۲-۴۳ء دہلی میں کروایا اور انتظام رہائش وغیرہ بھی خود ہی کیا تھا۔ اور کراچی میں بھی ہر موقع پر جماعت کی خدمت کرتے رہے۔

احبابِ کرام سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔　　(اہلیہ سیّد انتظار حسین صاحب مرحوم۔ کراچی)

محترم میاں فتح خاں صاحب مرحوم کھاریاں

۲۱ نومبر کا دن ہمارے لئے نہایت پُر ملال اور تکلیف دہ تھا۔ اس روز ہمارے جان سے پیارے ابّا جان ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گئے۔ یہ انتہائی افسوسناک خبر مجھے گیارہ بجے کے قریب ملی۔ خیال آیا کہ آہ! اِس بھری دُنیا میں مَیں ایک ایسا قیمتی اور انمول موتی کھو چکی ہوں جس کو ڈھونڈنے کے باوجود مَیں اب کبھی بھی نہ حاصل کر سکوں گی۔ قلبِ حزیں میں کسی پل چین نہ تھا۔ آنکھوں میں برسات تھی اور اپنی زندگی میں پہلی بار تو اس قیامت سے گذری تھی۔ میری تو یہ حالت تھی ؎

یا اشک نہ تھے اِن آنکھوں میں یا دامن بھیگا رہتا تھا
یا پہلے گھٹا کا نام نہ تھا جو برسی تو بستی ڈوب گئی

میرے ابّا جان بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ سادہ طبیعت، غیور اور مخلص دیانتدار

احمدی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے سختی سے پابند تھے۔ ایماندار تھے۔ دُکھی انسانوں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا اور ان کی دلجوئی کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آتے تھے تربیتِ اولاد کا بے حد خیال رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم سب بہن بھائیوں کو آجکل کی فحاشی اور بے راہروی سے دُور رکھنے کے لئے ہر سخت سے سخت قدم اُٹھانے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ ہمیں باقاعدہ نماز پڑھواتے تھے اور اچھی اچھی باتوں کی تعلیم دیتے تھے۔ خدمتِ انسانیت کا جذبہ آپ میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا تھا۔

خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ امامِ وقت کے ساتھ عاشقانہ تعلق رکھتے تھے۔ احمدیت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ طبیعت میں سادگی اور عاجزی کُوٹ کُوٹ کر بھری تھی۔ ہر وقت زبان شُکرِ خدا سے تر رہتی۔

آخر میں درخواستِ دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنّت الفردوس میں جگہ دے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہم بہن بھائیوں کو جو سخت دلی صدمہ پہنچا ہے اس پر صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(آنسہ ناہید۔ کھاریاں)

محترم چوہدری محمد سرور خاں صاحب آف ککرڈگل

ہمارے والد بزرگوار محترم چوہدری محمد سرور خاں صاحب مورخہ ۸۔ اپریل ۱۹۸۶ء کو چند روز بیمار رہ کر قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

والد صاحب کی عمر تقریباً ستّر سال تھی۔ مرحوم کم وبیش ۲۰ سال محکمہ ایجوکیشن میں بطور ٹیچر ملازم رہے۔ آپ حلیم الطبع، منکسر المزاج، بُردبار، با اخلاق، ہر کہ ومہ سے شفقت اور پیار سے کام کرتے رہے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے والے تھے۔ آپ نے قادیان کے مدرسہ احمدیہ سے مولوی فاضل اور منشی عالم کے امتحانات پاس کئے۔ تمام عمر پابندِ صوم وصلوٰۃ رہے۔ آپ کے پسماندگان میں چار لڑکے پانچ لڑکیاں اور ایک بیوہ ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(محمد یونس انور ایم۔ اے، بی۔ ایڈ
سیکرٹری مال جماعتِ احمدیہ ککرڈگل)

سیرالیون

(محترم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری سابق امیر و مشنری انچارج سیرالیون)

سیرالیون مغربی افریقہ میں بحرِ اوقیانوس کے مشرقی ساحل پر واقع ہے جس کے ساتھ اس کی ۱۲۰ میل لمبی سرحد چلتی ہے۔ اس کے شمال مشرق میں گنی کا ملک ہے جنوب مشرق میں لائبیریا اور مغرب میں بحرِ اوقیانوس۔ اس کا کُل رقبہ ۷۲,۳۲۶ کلومیٹر یا ۲۷,۹۲۵ مربع میل ہے۔ قریباً تیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔

مختصر تاریخ

یہ ملک پہلے مختلف آزاد قبائل میں تقسیم تھا جن کے اپنے چیفس (نواب) ہوتے تھے اور ان کی کونسلیں تھیں جو قومی معاملات میں ان کی مدد کرتی تھیں۔ پندرھویں صدی (۱۴۶۲ء) میں ایک پُرتگیزی سیاح PEDRO DE CINTRO اس طرف آیا اس نے سمندر سے جب اس ملک کی پہاڑیوں پر نگاہ ڈالی تو اسے شیر کی شکل کی نظر آئیں لہٰذا اس نے اس ملک کا نام SERRA LYEA رکھ دیا جو بعد میں سیرالیون (SIERRA LEONE) بن گیا۔

پندرھویں صدی میں ہی یہ ملک بھی غلاموں کی تجارت کا اڈا بن گیا یہاں سے افریقن غلام امریکہ لے جائے جانے لگے نیز یورپین اقوام تجارت کی غرض سے بھی وہاں آنے لگیں مگر سترویں صدی تک کسی یورپین ملک کی وہاں حکومت نہیں تھی۔ جب غلامی موقوف ہوئی اور امریکہ سے غلام آزاد کر کے واپس لائے جانے لگے تو ۱۷۸۷ء میں اس ملک کے ساحلی علاقے فری ٹاؤن میں لوکل چیفس سے زمین حاصل کر کے وہاں آزاد شدہ غلاموں کو آباد کیا گیا (FREETOWN) اسی نسبت سے اسے کہا جاتا ہے آزاد گاؤں۔

جنوری ۱۸۰۸ء میں انگریزوں نے اس نو آبادی پر قبضہ کر لیا اور اسے اپنی کالونی بنا لیا اور ۱۸۰۸ سے ۱۸۶۴ء تک ۵۰,۰۰۰ آزاد شدہ غلام وہاں لا کر آباد کر دیئے مگر اندرونِ ملک ابھی چیفس کی حکومت تھی جن کو اپنے علاقوں میں مکمل اختیارات حاصل تھے۔ ریاست کے سربراہ کو پیرامونٹ چیف کہتے ہیں جس کے ماتحت کچھ سیکشن اور ٹاؤن چیف ہوتے جن کے مشورہ سے وہ حکومت کرتا۔ اس کونسل کو حکام قبیلہ یعنی

TRIBAL AUTHORITY کہتے۔ چیف لوگوں کی اپنی پولیس، عدالتیں اور جیل خانے ہوتے اور اپنی ریاست کے لوگوں پر انہیں مکمل اختیار حاصل ہوتا یہ نظام اب بھی وہاں جاری ہے لیکن آزادی کے بعد پیرامونٹ چیفس کے اختیارات میں کافی حد تک کمی واقع ہو گئی اور وہ حکومت کی پالیسی کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتے۔

آہستہ آہستہ انگریزوں نے اندرونِ ملک بھی ان کے ملکی معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا اب ملک کے دو حصے ہو گئے ایک کالونی جس میں آزاد شدہ غلام آباد تھے یعنی فری ٹاؤن اور اس کے اردگرد کا علاقہ جہاں انگریزوں کو مکمل اختیارات حاصل تھے دوسرا اندرونی حصۂ ملک جس کو پروٹیکٹریٹ (PROTECTERATE) کہا جانے لگا وہاں چیفس کی وساطت سے حکومت کرنے لگے ڈویژنل کمشنر، ڈسٹرکٹ کمشنر اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ کمشنر انگریز مقرر کئے گئے۔ ملک تین صوبوں میں یعنی شمالی، جنوبی اور مشرقی اور بارہ اضلاع میں تقسیم کیا گیا جو اب تک قائم ہیں۔ کالونی کو آزادی کے بعد مغربی علاقہ (WESTERN AREA) کہا جاتا ہے۔

انگلینڈ سے چرچ مشنری سوسائٹی نے آ کر کام شروع کر دیا۔ سکولز اور ہسپتال کھول دیئے جس سے عیسائیت کو بہت فروغ ملا اور مسلمان بھی عیسائی ہونے لگے خصوصاً ان کے بچے جو سکولوں میں داخلہ لیتے اس میں روک اس وقت پیدا ہوتی جب حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا سرِصلیب کے غلام اس ملک میں وارد ہوئے اور عیسائیت کے دجل اور فرسودہ خیالات و عقائد کی قلعی کھول دی۔

آزادی

۲۷ اپریل ۱۹۶۱ء کو اس ملک کو مکمل آزادی مل گئی اور ڈاکٹر سر ملٹن مارگائے اس آزاد ملک کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے جو ۱۹۶۴ء میں فوت ہو گئے اور ان کے بھائی سر البرٹ مارگائے وزیر اعظم بنے۔ مارچ ۱۹۶۷ء میں نئے الیکشن ہوئے جس میں S.L.P.P پارٹی کے علاوہ ایک دوسری پارٹی A.P.C (ALL PEOPLE'S CONGRESS) نے بھی حصّہ لیا جس کے لیڈر مسٹر شائیکا سٹیونس (MR. SIAKA STEVENS) تھے۔ دونوں پارٹیوں کو قریباً برابر ووٹ ملے جس پر گورنر جنرل نے مسٹر شائیکا سٹیونس کو حکومت بنانے کے لئے دعوت دی۔ ابھی وہ وزیر اعظم کا حلف اٹھانے نہ پائے تھے کہ ملٹری نے COUP کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ LT. COL. ANDREW J SMITH کی سرکردگی میں ایک کونسل بنا کر ملک پر مارشل لاء مسلط کر دیا یہ حکومت صرف ۱۳ ماہ تک چل سکی جب ملٹری کے جونیئر آفیسرز نے دوبارہ ۱۸ اپریل ۱۹۶۸ء کو COUP کر کے ملٹری حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء کو مسٹر شائیکا سٹیونس کی لیڈرشپ میں ایک سول

حکومت قائم کر کے خود الگ ہو گئے۔

اُس وقت سے لے کر آج تک یہی پارٹی A.P.C ملک پر حکومت کر رہی ہے کیونکہ ملک میں ایک پارٹی حکومت کا طریق اختیار کر لیا گیا۔

جمہوری حکومت

ڈاکٹر شیکا سٹیونس نے ۱۹ اپریل ۱۹۷۱ء کو سیرالیون میں گورنر جنرل کا عہدہ ختم کر کے ملک کو ری پبلکن سٹیٹ قرار دے دیا اور خود ملک کے صدر بن گئے اور اب تک بدستور ملک کے صدر ہیں۔ ملک کا دارالخلافہ فری ٹاؤن ہے جو ساحلِ سمندر پر ہے۔ اس کے علاوہ بو، کینما اور مکینی مشہور شہر ہیں۔

ملک کا اکثر حصہ جنگلات سے بھرا پڑا ہے۔ مغربی حصہ جس میں فری ٹاؤن اور اس کے اِرد گرد کا علاقہ شامل ہے زیادہ تر پہاڑی ہے۔ اسی طرح شمالی علاقہ میں بھی اُونچی پہاڑیاں پائی جاتی ہیں۔ ملک میں دریاؤں کی بھی کثرت ہے خصوصاً مغربی حصہ میں جن میں سے بعض جہاز رانی کے قابل ہیں۔

موسم و آب و ہوا

ملک کے صرف دو موسم ہیں ایک بارشوں کا موسم دوسرا خشک موسم۔ بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں اور یہ موسم مئی سے اکتوبر تک چلتا ہے۔ آب و ہوا گرم مرطوب ہے۔ سمندر کے قریب ہونے کی وجہ سے گرمی میں شدت نہیں ہوتی اور نہ ہی سردی محسوس ہوتی ہے۔

معدنیات

معدنیات کے لحاظ سے یہ ملک بہت امیر ہے۔ مندرجہ ذیل معدنیات پائی جاتی ہیں:۔ ہیرے، سونا، خام لوہا، باکسائیٹ، روٹائل، کرومائٹ وغیرہ۔

پیداوار

سیرالیون کی عام خوراک چاول ہے لہٰذا چاول کثرت سے پیدا کیا جاتا ہے۔ ۱۹۵۷ء تک تو وہ اس میں خود کفیل تھا مگر جب سے ہیرے نکل آئے ہیں لوگوں نے زراعت سے روگردانی کر کے ہیروں کی کھدائی کا کام شروع کر دیا ہے اور چاول کی پیداوار کم ہو گئی ہے لہٰذا یہ باہر سے منگوانے پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں پام آئل (تاڑ کا تیل)۔ کافی۔ کوکو۔ کساوہ۔ کوکونٹ۔ اُدرک۔ مونگ پھلی۔ شکر قندی۔ مکی وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ پھلوں میں کیلا۔ سنگترہ۔ اناناس۔ آم۔ پپیتا اور امرود بکثرت ہوتے ہیں۔

ساحلی علاقوں میں مچھلی کثرت سے پائی جاتی ہے جسے یہ ایک خاص ترکیب سے آگ پر خشک کر لیتے ہیں اور عام طور پر افریقی لوگ اس خشک مچھلی سے سالن تیار کرتے ہیں۔ اسے "بونگا" بھی کہتے ہیں۔ لہٰذا چاول اور مچھلی ان کی خاص خوراک ہے۔

جانوروں میں گائے، بکری اور بھیڑ پالی جاتی ہیں۔ گائے صرف گوشت کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

طرزِ رہائش

تعلیم یافتہ طبقہ اور امراء کی طرزِ رہائش تو یورپین ملکوں جیسی ہے۔ وہ اپنے مکانات سیمنٹ کے بلاکس سے بناتے ہیں اور بارش کی کثرت کی وجہ سے چھتیں لوہے کے چھپروں (چادروں) جسے CORROGATED IRON SHEETS کہتے ہیں، سے ایسی طرز کی بنائی جاتی ہیں کہ پانی فوراً نیچے گر جائے۔ غرباء گاؤں میں کچے مکانات بناتے ہیں۔ مکان کا ڈھانچہ زمین میں لکڑیاں گاڑ کر اور انہیں آپس میں باندھ کر بنا لیتے ہیں پھر گارے سے لکڑیوں کی درمیانی جگہ کو بھر لیتے ہیں بعد میں تین چار بار مٹی اور ریت یا سیمنٹ کا پلستر کرکے دیواروں کو موٹا کر لیا جاتا ہے چھت پہ زنک کی جگہ گھاس یا بانس کے پتوں کو ڈالا جاتا ہے۔ اب گاؤں اور شہری لوگوں کے زیادہ میل ملاپ کی وجہ سے گاؤں میں بھی اکثر مکانات سیمنٹ بلاکس کے نظر آنے لگے ہیں۔

عادات واطوار

سیرالیون کے لوگ حد درجہ مہمان نواز واقع ہوئے ہیں۔ گاؤں کے چیف کا فرض ہے کہ مسافروں کے لئے مکان اور خوراک مہیا کرے۔ بعض دفعہ کھانا ایک آدمی کے لئے کافی ہوگا لیکن وہ دو تین آدمیوں کو اس میں شامل کرلے گا۔ بچوں تک میں یہ عادت ہے کہ وہ چھوٹی سے چھوٹی کھانے کی چیز بھی آپس میں تقسیم کرکے کھائیں گے۔

تعویذ دھاگوں کے رسیا ہیں اور جو تھوڑا بہت قرآنی آیات سے واقف ہوتا ہے یہ کام شروع کر دیتا ہے جسے الفا کہتے ہیں۔

عورتوں اور مردوں کی بعض مخصوص خفیہ سوسائٹیاں ہیں جن کا ہر عورت اور مرد کو ممبر بننا پڑتا ہے۔ عورتوں کی سوسائٹی کو بنڈو سوسائٹی (BUNDU SOCIETY) کہتے ہیں۔ شادی سے قبل ہر ایک لڑکی کے لئے ضروری ہے کہ اس سوسائٹی میں شامل ہو کر ایک ماہ کے قریب گاؤں یا شہر سے باہر بنڈو سوسائٹی کے ساتھ رہے۔ اس موقع پر بعض بوڑھی عورتیں لڑکیوں کا ختنہ کرتی ہیں اور انہیں ازدواجی زندگی کے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرتی ہیں۔

اسی طرح مردوں کی بھی خفیہ سوسائٹیاں ہیں جن میں سے مشہور ترین دو ہیں۔ پورو (PORO) اور وونڈے (WUNDE)۔ ان سوسائٹیوں کے مقاصد اور طریقِ کار کو غیر ممبران سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔

مذاہب

سیرالیون کی آبادی قریباً تیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے جس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے جو قریباً ۶۵ فیصدی ہیں پھر عیسائی اور ایک خاص تعداد اب تک بُت پرست یا اوہام پرست

ہیں جن کو بد مذہب کہا جا سکتا ہے۔

مسلمانوں کی اکثریت مالکی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے جو نماز میں ہاتھ کھلے چھوڑتے ہیں گو اب احمدیت کے اثر و نفوذ کے نتیجہ میں اور حج کے موقع پر مکہ میں نماز کے طریق کو دیکھ کر واپس آنے والی ایک خاص تعداد نے ہاتھ باندھنے شروع کر دیئے ہیں۔ بجائے اذان کے ڈھول بجا کر لوگوں کو مسجد میں جمع کیا جاتا ہے گو اب احمدیت کے زیر اثر اذانیں شروع ہو گئی ہیں۔ عیدین اور تہواروں میں ناچ اور گانا بجانا بھی ہوتا ہے۔ رمضان میں ستائیسویں رات کو مسلمان مرد اور عورتیں ٹولیوں میں گلیوں میں گاتے ناچتے اور جلوس نکالتے ہیں۔

مذہبی رواداری

ایک امر سیرالیون میں قابلِ تحسین ہے کہ وہاں مذہبی رواداری کمال کی پائی جاتی ہے۔ وہاں مکمل مذہبی آزادی ہے اور تقریر اور دعوتِ الی اللہ اور اپنے خیالات اور اعتقادات کی اشاعت و اظہار میں ہر شخص آزاد ہے۔ یہ رواداری یہاں تک ہے کہ ایک ہی گھر میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد آپس میں نہایت حُسنِ سلوک اور محبّت اور پیار سے رہ رہے ہوں گے۔

تعلیم و صحت

شروع میں جب عیسائی مشنریز نے سکولز جاری کئے تو لوگ اپنے بچّوں کو سکولز نہیں بھجواتے تھے خصوصاً مسلمان۔ کیونکہ عیسائی سکولز میں بچّے کے داخلہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اسے عیسائی بنا لیا جائے گا اور والدین کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ مگر آہستہ آہستہ تعلیم کی اہمیّت اور ضرورت کا احساس ہونے لگا اور لوگوں کی توجہ تعلیم کی طرف بڑھنے لگی۔ سارے ملک میں دو یونیورسٹی کالج ہیں ایک فورا بے کالج (FOURAH BAY UNIVERSITY COLLEGE) جو ۱۸۲۷ء میں چرچ مشنریز نے جاری کیا تھا اور اس میں مغربی افریقہ کے لئے مشنریز تیار کئے جاتے تھے۔ یہ فری ٹاؤن میں ہے اسی کو ۱۹۵۹ء میں ترقی دے کر یونیورسٹی آف سیرالیون کا درجہ دے دیا گیا۔

۱۹۶۷ء میں ایک اور یونیورسٹی کالج جالا کے مقام پر NJALA UNIVERSITY COLLEGE کے نام سے کھولا گیا جس میں زراعت کی خصوصی تعلیم دی جاتی ہے۔ ملک کے طول و عرض میں اب پرائمری، مڈل اور سیکنڈری سکولز کُھل چکے ہیں۔

ملک میں ہسپتال تو ہیں مگر بہت کم۔ ادویات کے حصول میں بھی کافی دِقّت کا سامنا ہوتا ہے۔ حکومت کے علاوہ عیسائی مشنوں کے بھی ہسپتال ہیں نیز مختلف MINIG COMPANIES

کے بھی۔ احمدیہ مشن کو بھی خدا تعالیٰ نے اِس میدان میں خدمت کی توفیق بخشی ہے۔ اِس وقت ملک میں مشن کی زیرِ نگرانی چار ہسپتال نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں جن سے ہزاروں مریض استفادہ کر رہے ہیں۔

قبائل و زبانیں

ملک میں مختلف قبائل پائے جاتے ہیں جن کی اپنی اپنی زبان ہے۔ خاص قبیلے دو ہیں مینڈے اور تمنی۔ مینڈے زیادہ تر جنوب مشرق میں ہیں اور تمنی مغربی اور شمالی علاقے میں۔ ان کے علاوہ رلمبا، لوکو، کونو، شابرو، سوسو، یولنکا، کسی، ماؤنگو اور فولا وغیرہ قبیلے پائے جاتے ہیں جن کی زبانیں قبائل کے نام پر ہی مشہور ہیں۔ مغربی حصہ جس میں فری ٹاؤن ہے کریول (KREULE) زبان ہے جو آزاد شدہ غلام امریکہ سے لائے سو اب یہ زبان ملک کی عام زبان بن گئی ہے ویسے سرکاری زبان اب تک انگریزی ہے۔

ذرائع آمد و رفت

ذرائع آمد و رفت میں بسیں اور منی بسیں ہیں اِسی طرح ہوائی سروس کیلئے بھی۔ اردن سے معاہدہ ہے اور سیرالیون ایئر ویز کے نام سے یہ سروس قائم ہے۔

تجارت

برآمدات میں ہیرے، سونا، خام لوہا، کوکو، کافی، روٹائل، پام آئل وغیرہ ہیں۔ اور درآمدات میں قریباً تمام اشیاءِ خوردنی، ہر قسم کا کپڑا، ادویات، عمارتی سامان اور تیل وغیرہ شامل ہیں۔

ملکی سکّہ لیون (LEONE) ہے جو شروع میں آزادی کے بعد ۲ لیون ایک برٹش پونڈ کے برابر تھے مگر اب ملک کی اقتصادی حالت کے خراب ہونے کی وجہ سے اس کی قیمت گر گئی ہے اور ایک پونڈ کے سات لیون ملتے ہیں۔

سیرالیون میں احمدیت

اِس ملک میں احمدیت کا تعارف ۱۹۱۶ء میں لٹریچر کے ذریعہ ہوا پھر ۱۹۲۱ء میں حضرت الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ گولڈ کوسٹ (اب غانا) جاتے ہوئے چند یوم فری ٹاؤن میں ٹھہرے اور احمدیت کا تعارف کرایا۔ پھر چند سال بعد الحاج حکیم فضل الرحمٰن صاحب وہاں سے گذرے اور ۱۹۳۷ء میں باقاعدہ طور پر الحاج مولانا نذیر احمد صاحب علی مرحوم کے ذریعہ وہاں مشن کا قیام عمل میں آیا ۱۹۴۵ء میں محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم وہاں تشریف لے گئے اور دونوں نے مل کر ملک کے طول و عرض میں پیدل سفر کر کے پیغامِ حق پہنچایا ان کے بعد اب تک قریباً ۵۶ پاکستانی

(باقی صفحہ ۳۹ پر)

ماہنامہ انصار اللہ

ناظمین اضلاع و زعماء اعلیٰ انصار اللہ کی خدمت میں ضروری گذارش

(محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ماہنامہ انصار اللہ باقاعدہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے اور اپنی تربیتی اور علمی ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور خطبات کا خلاصہ باقاعدہ ماہنامہ میں شائع کروایا جا رہا ہے۔ علمی مضامین اور مجلس انصار اللہ کی ضروری تحریکات و اعلانات شائع ہو رہے ہیں لیکن اس کا خاطر خواہ فائدہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ اس کی اشاعت بڑھے اور زیادہ سے زیادہ دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچے۔ آجکل تو ہم اخبار الفضل سے بھی محروم ہیں اِس لئے انصار اللہ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ :-

ا ۔ اپنی مجلس/ضلع میں ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری کی مؤثر تحریک کی جائے۔ کوئی مجلس یا گھرانہ ایسا نہ ہونا چاہیئے جہاں یہ رسالہ نہ پہنچ رہا ہو۔ نئی خریداری کے لئے ضلع کی سطح پر اور مجلسی سطح پر ٹارگٹ مقرر کر دیا گیا ہے اس کو جلد پورا کرنے کی طرف توجہ دی جائے۔

ب ۔ ماہنامہ انصار اللہ کا سالانہ چندہ صرف بیس۲۰ روپے مقرر ہے اس کی بروقت وصولی کے لئے مرکز کا ہاتھ بٹائیں اور دوستوں کو تحریک فرمائیں کہ جونہی مرکز کی طرف سے چندہ ختم ہونے کی اطلاع آئے فوراً چندہ مرکز میں بھجوا دیا جائے۔ زیادہ یاد دہانیوں اور وی پی کا انتظار نہ کریں اس سے خواہ مخواہ مالی بار پڑتا ہے ڈاک بھی آجکل بہت مہنگی ہو گئی ہے۔

ج ۔ ماہنامہ انصار اللہ کی بروقت تقسیم میں دقتیں پیش آ رہی ہیں۔ کئی دوستوں کی طرف سے ہمیں شکایتیں آتی رہتی ہیں کہ انہیں رسالہ باقاعدہ نہیں مل رہا۔ بعض زعمائے اعلیٰ اور

ناظمینِ اضلاع نے پیکٹ کی شکل میں رسالہ منگوانا شروع کر دیا ہے۔ دفتر یہ پیکٹ ڈاک خانہ سے بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ بھجواتا ہے جس سے اِلّا ماشاء اللہ بنڈل منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ آپ میں سے بھی جن دوستوں کو ایسی شکایت ہو کہ انہیں انفرادی پرچہ بروقت نہیں مل رہا تو وہ ہمت کریں اور پرچہ بنڈل کی صورت میں منگوائیں مگر اس شرط اور انتظام کے ساتھ کہ آگے پرچہ بروقت تقسیم ہو جائے۔

د ۔ اپنی مجلس کے صاحبِ قلم دوستوں کو تحریک فرماویں کہ وہ ماہنامہ انصار اللہ کے لئے مضامین لکھیں۔

ر ۔ انصار کو تحریک کی جائے کہ جن دوستوں کے عزیز بیرونی ممالک میں مقیم ہیں ان کے نام پرچہ جاری کروایا جائے۔ تربیت کے نقطۂ نگاہ سے انشاء اللہ یہ قدم بہت بابرکت ثابت ہوگا۔

کان اللہ معکم

اداریہ ــــــــ (بقیہ صفحہ ۳)

جس سے تقدیرِ عالم کی تابانیاں وابستہ ہیں۔ یہی تو وہ سُرخی کے چھینٹے ہیں! یہی تو لہو کی ایک ایک بوند ہے جن سے مستقبل کے احکامِ قضاء وقدر تحریر ہو رہے ہیں۔ دُنیا کی تقدیر کے فیصلے لکھے جا رہے ہیں۔ آئندہ زمانہ کے تاریخی خاکوں میں رنگ بھرا جا رہا ہے اور نشانِ فتح وظفر کو رنگین کیا جا رہا ہے۔

بڑے ہی تابندہ ہیں یہ روشن اور درخشندہ چھینٹے!
جو پائندہ بھی ہیں اور تاریخ ساز بھی! ۱

سیرالیون ــــــــ (بقیہ صفحہ ۳۷)

مشنری اس ملک میں فریضۂ دعوت الی اللہ بجا لانے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ملک کے طول وعرض میں اب جماعتیں پائی جاتی ہیں جن کی تعداد ۱۵۰ سے زائد ہے۔ سکولز ہیں جن کی تعداد قریباً ۹۰ ہے۔ ہسپتال ہیں جن کی تعداد ۴ ہے۔ ۸۰ سے زائد بیوت الذکر ہیں جن کی تعمیر کی مشن کو توفیق ملی ہے اور مختلف صوبوں میں ۸ مشن ہاؤس ہیں جن میں ۹ پاکستانی مشنری کام کر رہے ہیں۔ احمدیہ مشن کی بے لوث ملکی، قومی اور مذہبی خدمات کو ہر طبقہ اور ہر مذہب وملت کا شخص وہاں بنظرِ تحسین دیکھتا اور اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔

۲۸ اگست تک سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس انصاراللہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے مندرجہ ذیل مجالس نے اپنے بجٹ سو فیصد ادا کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے اراکین کو جزائے خیر سے نوازے اور اموال میں برکت بخشے۔ آمین۔ اکتوبر کے آخری ہفتہ میں سالانہ اجتماع منعقد ہؤا کرتا ہے اور سالانہ اجتماع تک سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس کی فہرست حضرت امام جماعتِ احمدیہ کی خدمت میں بغرض دعا پیش کی جاتی ہے امسال بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسی مجالس کی فہرست حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جائے گی اس لئے زعماء صاحبان سے گذارش ہے کہ وہ ہر ممکن سعی فرمائیں کہ اکتوبر کے آخری ہفتہ تک اپنا بجٹ سو فیصد ادا کر کے دعائیہ فہرست میں شمولیت کے اہل ہوں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔ آمین

ضلع سیالکوٹ: اسلام نگر (پل مانگا)، بوبک مرالی، بھرو کے کلاں، بمپ احمد آباد، ترسکہ سیان، جاکے چیمہ، جاکے ڈھنڈے، جنڈو ساہی، جلالہ، چوہک پور، منڈیکی گورائیہ، ڈگری گھمن، ڈھپئی، رامیڑہ، غوطہ فتح گڑھ، کنجروڑ، کورپوں کوٹ سردار خاں، کوروال، گوجرہ، گھٹیالیاں خورد، ملیانوالہ، مراڑہ، ظفروال، میانہ پنڈ، میانوالی سندھواں، نشتر آباد، وسن کے، اُگوکی۔

ضلع خوشاب: احمد آباد جنوبی، عمر آباد مجوکہ، چک $\frac{2}{TDA}$، گروٹ۔

ضلع فیصل آباد: جڑانوالہ، ۲۵ گ۔ب، ۴۰ گ۔ب، ۴۷ رب، ۵۲ گ ب، ۶۱ رب بیدیانوالہ، ۶۶ ج ب دھاندرہ، ۷۲ گ ب، ۷۷ رب لوہکے دیوی، ۸۸ ج ب، ۸۹ ج ب رتن، ۱۲۱ ج ب گوکھووال، ۱۲۶ رب پہاڑنگ، ۱۳۲ رب ساہووالا، ۱۳۷ گ ب، ۱۳۹ رب گھمن، ۲۰۰ گ ب، ۲۳۰ رب رام پور چوہلہ، ۲۶۱ رب ادھووالی، ۳۸۹ گ ب، چک جھمرہ، ماموں کانجن، ۱۰۱ گ ب۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: جنگل امام، $\frac{58}{4}$ ٹکڑا ۱، ۹۴ ج ب، ۹۵ ج ب گہری، ۱۴۸ گ ب چوہلہ، ۲۸۱ ج ب دواکھڑی، ۲۹۷ ج ب، ۳۱۴ ج ب بریار، ۳۵۲ ج ب سراں۔ ۳۵۶ ج ب، ۳۶۹ ج ب جودھانگری، ۴۱۵ ج ب چندر کے، ۴۲۶ - ۴۳۰ ج ب، ۵۱۹ گ ب، ۷۴۵ گ ب، کمالیہ شہر، ۳۴۲ گ ب جوہڑوالہ۔

ضلع لاہور: دارالذکر لاہور، باٹا پور، بھماں، پدری، رائے ونڈ، رکھ شیخ کوٹ، شاہدرہ ٹاؤن، ہانڈو گوجر، ہڈیارہ۔

(باقی آئندہ)

بحضورِ آقا

پیارے آقا کو اے فضاؤ سِسکتی جاں کا سلام کہنا
فراق کی کُند چُھری سے گھائل تڑپتی روح کا پیام کہنا

ضیاء کے پردے میں اے پیارے ہیں پھیلے ہر سُو دیجور سائے
اُجالا ہے شبِ تیرگی میں تیرا ہی ماہِ تمام کہنا

تیرا ہی ہے اِک وجود آقا یہ خاکی ذرّے تو خاک ٹھہرے
تیرے ہی لطف و کرم پہ واری ہے زلیست کا اہتمام کہنا

ہمارے دل میں مکین آقا مکاں کی ہیں رونقیں تجھی سے
تیرے ہی نام کی مالا جپتی ہر ایک دھڑکن مدام کہنا

پیارے آقا ہیں دل ہوئے خوں کہ مرغِ لبسمل کی کیا تڑپ ہے
جگر کبیدہ ہیں پر بریدہ تیرے یہ چاکر غلام کہنا

بیا اے رونقِ بزمِ جاناں کہ محفلِ شب بُجھی بُجھی ہے
بنا تمہارے ہے میکدے میں ہر ایک لب تشنہ کام کہنا

تیری دعاؤں کی ہی گھٹا سے ہے رحمتوں کا نزول ہم پر
میرے سجود و قیام کی ضوء تیرے سجود و قیام کہنا

رہیں گے ہم جاں نثار آقا بفضلِ ایزد رقم کریں گے
لہو کی ایک ایک بُوند سے انقلابِ نَو کا نظام کہنا

وفا کے رنگوں کو ہم بھریں گے تیرے تخیل کے زائچے ہیں
خدا کرے کہ اسی سے حاصل ہمیں ہو عمرِ دوام کہنا

اِسی لئے شیر دل ہوئے کہ خدا کے شیروں کے در پہ ہیں ہم
انہی دیوانوں کے صدقے قائم ہے لا اِلٰہ کا مقام کہنا

قدم قدم میں ہے تیرے برکت کہ نار گلنار بن رہی ہے
لنڈھا رہا ہے جو مئے عرفاں یہی ہے کأس الکرام کہنا

زہے مقدّر تیری سیادت کمال نصرت کا فیض پائے
خدائے قادر کی راہنمائی قدم قدم گام گام کہنا

احقر نعمان
مرزا محمد الدین ناز

منظوم کلام حضرت امام جماعت احمدیہ

چاہتوں کا سلام

دیارِ مغرب سے جانے والو دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کِسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

ہمارے شام و سحر کا کیا حال پُوچھتے ہو کہ لمحہ لمحہ
نصیب اِن کا بنا رہے ہیں تمہارے ہی صبح و شام کہنا

تمہاری خوشیاں جھلک رہی ہیں مِرے مقدّر کے زائچے میں
تمہارے خونِ جگر کی مَے سے ہی میرا بھرتا ہے جام کہنا

الگ نہیں کوئی ذات میری تمھی تو ہو کائنات میری
تمہاری یادوں سے ہی مُعَنْوَن ہے زِیست کا اِنصرام کہنا

اے میرے سانسوں میں بسنے والو! بھلا جُدا کب ہوئے تھے مجھ سے
خدا نے باندھا ہے جو تعلق رہے گا تا ابد مدام کہنا

تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے مِری دعائیں تمہاری دولت
تمہارے دَرد و الم سے تَر ہیں مِرے سجود و قیام کہنا

تمہیں مٹانے کا زُعم لے کر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک ان کی کرے گا رُسوائے عام کہنا

خدا کے شیرو! تمہیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا
گرجتے آگے بڑھو کہ زیرِ نگیں کرو ہر مقام کہنا

بساطِ دُنیا اُلٹ رہی ہے۔ حسین اور پائیدار نقشے
جہانِ نَو کے اُبھر رہے ہیں۔ بدل رہا ہے نظام کہنا

کلیدِ فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اَب آسماں پر
نشانِ فتح و ظفر ہے لکھّا گیا تمہارے ہی نام کہنا

بڑھے چلو شاہراہِ دینِ متیں پہ دَرّانہ سائباں ہے
تمہارے سر پہ خدا کی رحمت قدم قدم گام گام کہنا

ضمیمہ
ماہنامہ انصار اللہ ربوہ
ستمبر ۱۹۸۶ء
ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

دعا بھی نشوونما پاتی اور اپنے وقت پر مثمر بثمرات ہوتی ہے

جلد باز پہلے ہی تھک کر رہ جاتے ہیں اور استقلال سے لگے رہنے والے اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

دعا بڑی عجیب چیز ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرانے والے آداب دعا سے واقف ہیں اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیت دعا کے ہوتے ہیں۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیت ہو گئی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا کے منکر ہیں۔ اور جو دعا کے منکر تو نہیں مگر ان کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ چونکہ ان کی دعائیں بوجہ آداب دعا سے ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتی ہیں (کیونکہ دعا اپنے اصلی معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں) اس لئے وہ منکرینِ دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہنچا دیا ہے۔

دعا کے لئے سب سے اوّل اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنیوالا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے اور اللہ پر یہ سوءِ ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ بھی نہیں ہوگا۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس قدر دعا کی گئی کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے دعا کرنے والے تھک گئے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہو گیا ہے اور اس نامرادی نے یہاں تک بُرا اثر پہنچایا کہ دعا کی تاثیرات کا انکار شروع ہوا۔ اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوتا تو اس عرصۂ دراز تک جو دعائیں کی گئیں کیوں قبول نہ ہوئیں مگر ایسا خیال کرنیوالا اور ٹھوکر کھانے والا انسان اگر اپنے عدم استقلال اور تلوّن کو سوچے تو اسے معلوم ہو جائے کہ ساری نامرادیاں اس کی اپنی ہی جلد بازی اور شتاب کاری کا نتیجہ ہیں جن پر خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامراد کرنے والی مایوسی بڑھ گئی۔ پس کبھی تھکنا نہیں چاہیئے۔

دعا کی ایسی ہی حالت ہے۔ جیسے ایک زمیندار باہر جا کر اپنے کھیت میں ایک بیج بو آتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا۔ اس وقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ دانہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشوونما پا کر پھل لائے گا ...... ایک نادان بچہ اس وقت یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو اپنے وقت پر پھل لگے گا۔ وہ کہتا ہے کیوں ابھی وقت اس کو پھل نہیں لگتا۔ مگر عقل مند زمیندار خوب سمجھتا ہے کہ اس کے پھل کا کونسا موقع ہے۔ وہ صبر سے اس کی نگرانی کرتا اور غور و پرداخت کرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ وقت آجاتا ہے کہ جب اس کو پھل لگتا ہے اور وہ پک بھی جاتا ہے۔ یہی حال دعا کا ہے اور بعینہٖ اسی طرح دعا نشوونما پاتی اور مثمر بثمرات ہوتی ہے۔ جلد باز پہلے ہی تھک ہار کر رہ جاتے ہیں۔ اور صبر کرنیوالے مآل اندیش استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں اور اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔ (جلد ۴ صفحہ ۴۱۶-۴۱۷)

ضمیمہ

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبوک ۱۳۶۵ ہش

ستمبر ۱۹۸۶ء

★★★★★

(ایڈیٹر)

مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی

• ملک صلاح الدین صاحب بھارت
• مبارک احمد صاحب ساقی لندن
• کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

★★★★★★

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

قیمت ... ایک روپیہ

صحت کی اطلاع

ربوہ ۳ تبوک رستمبر۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

"گردوں میں درد اور قبض کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔"

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے آمین

مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ ساہیوال، مکرم نعیم الدین صاحب اور ان کے ساتھیوں نیز مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی و مکرم رفیع احمد صاحب قریشی (سکھر) کے لئے احباب خصوصیت سے ساتھ درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

خصوصی درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا مثانے میں ورم کا آپریشن برطانیہ میں ۲۷ راگست کو ہوا ہے۔ طبیعت اب بہتر ہے۔ یاد رہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کا اس سے قبل مارچ میں دل کا آپریشن بھی ہوا تھا۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب کی کامل صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے خصوصی دعائیں کریں۔

ضروری اعلان برائے لجنات

اجازت ملنے کی صورت میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماعات انشاء اللہ ۳۱ راکتوبر و ۱، ۲ رنومبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوں گے۔ ہر شہر، قصبہ اور دیہات کی صدر کی اجتماع میں شرکت لازمی ہوگی۔ انتہائی مجبوری کی صورت میں صدر اپنا نمائندہ بنا کر بھجوائے۔ جو نمائندہ اور زائر اجتماع میں شرکت کے لئے آئیں۔ وہ مقامی صدر کی تصدیق ضرور ساتھ لائیں۔ اجتماع کے موقع پر جو مقابلے ہوں گے۔ وہ پروگرام میں شائع ہو چکے ہیں۔ مجالس ابھی سے اس طرف خصوصی توجہ دیں۔

تمام مجالس کو اجتماع کا پروگرام ارسال کیا جا چکا ہے جن تک نہ پہنچا ہو وہ دفتر سے منگوا لیں نیز اجتماع کے کامیاب انعقاد کے لئے بہت دعا کریں۔

(جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ)

مالی قربانی میں تم جتنا آگے بڑھو گے خدا تمہاری اصلاح فرماتا چلا جائیگا

خدا کی خاطر کی جانیوالی مالی قربانیوں کے نتیجہ میں انسان رضاء الٰہی کو بھی پاتا ہے اور نیکیوں میں بھی بڑھنے لگتا ہے

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو بیت الفضل لنڈن میں مالی قربانیوں سے متعلق نہایت اہم خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبہ کے اصل متن سے ایک حصہ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ بقرہ کی آیات ۲۷۱ تا ۲۷۳ کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا:

مالی قربانیوں میں تحریک جدید کا نمایاں امتیاز

"یہ آیات، جن میں مالی قربانی کے متعلق ایک مبسوط اور مضبوط اور بہت گہرا اور وسیع مضمون بیان ہوا ہے، بارہا جماعت کے سامنے پڑھی جاتی ہیں اور بارہا احمدی اپنے طور پر بھی ان کی تلاوت کرتے ہیں۔ لیکن جتنی دفعہ بھی ان پر غور کیا جائے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان آیات میں نئے مضامین ہی دکھائی دیتے ہیں اور نیا ربط نظر آنے لگتا ہے۔

آج میں نے ان آیات کا انتخاب اس غرض سے کیا ہے کہ میں آج اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان اور اس کی دی ہوئی توفیق کے مطابق تحریک جدید کے باون دیں سال کے آغاز کا اعلان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ چونکہ تحریک جدید الٰہی مالی قربانیوں میں ایک نمایاں امتیاز رکھتی ہے اور اس دور میں اس نے ایسی عظیم الشان مالی قربانیوں کی بنیاد ڈالی جو مختلف شکلوں میں مزید شاخیں اور پھل اور پھول دیتی رہی، اور اس تحریک سے اور نئی نئی تحریکیں بھی پیدا ہوئیں اور مزید ہو رہی ہیں اور ہوتی چلی جائیں گی، اس لئے ضروری ہے کہ جب بھی تحریک جدید کا یا دیگر مالی تحریکوں کا آغاز کیا جائے تو قرآن کریم سے برکت حاصل کرنے کے لئے اور قرآن کریم کے مضامین سے استفادہ کرنے کے لئے بعض آیات کا انتخاب کر کے وہ جماعت کے سامنے پیش کی جائیں۔

مالی قربانیوں سے متعلق ایک قرآنی انتباہ

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

یہ آیت اپنی ذات میں ایک مکمل مضمون بیان کر رہی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بات ختم ہو گئی، اس کے بعد کسی اور مضمون کی ضرورت نہیں رہتی۔ مگر بقیہ آیات جب اس مضمون کو پھر آگے بڑھاتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کئی ایسے گوشے تھے جن کی وضاحت ضروری تھی۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو کسی قسم کا خرچ، یا نذر مانتے ہو کسی قسم کی نذر، فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ اللہ اسے جانتا ہے۔ مالی قربانی کرتے وقت خواہ وہ کسی رنگ کی ہو تحفہ ہو یا صدقہ ہو یا دکھاوے کے لئے ہو، کسی غرض سے بھی مالی خرچ کیا جائے، ہر خرچ کرنے والے کے سامنے ایک چہرہ ہوتا ہے جس کی وہ رضا چاہتا ہے۔ دکھاوا کرنے والے بھی جب خرچ کرتے ہیں تو عوام کا چہرہ ان کے سامنے ہوتا ہے۔ بغیر دکھاوے کے اور بغیر ایسے مقصد کے جس کے نتیجہ میں کوئی راضی ہو کوئی انسان کوئی چیز خرچ نہیں کرتا۔ اپنے لئے بھی خرچ کرے تو خود جانتا ہے کہ وہ اپنے لئے خرچ کر رہا ہے۔ اپنے بیوی بچوں کے لئے خرچ کرے تو اسے چین نہیں آ سکتا جب تک ان کو پتہ نہ چلے کہ خرچ کرنے والا کون ہے۔ اسی لئے پنجابی میں کہتے ہیں کہ سوئے ہوئے بچے کا منہ چومنے کا فائدہ کیا؛ اس کو پتہ نہیں چلتا کہ کون منہ چوم گیا۔ مائیں بھی چومتی ہیں تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ بچے کو معلوم ہو کہ کس نے اس کا منہ چوما ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سارے امکانات کا ذکر اس آیت میں کر کے فرماتا ہے کہ تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونے کی وجہ سے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرتے ہو۔ اس لئے تمہاں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ سوئے ہوئے بیٹے کا منہ چوم

رہے ہو بلکہ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہمہ وقت جاگنے والے آقا کے قدموں میں تم ایک نذر پیش کر رہے ہو اور وہ ہر حال میں بروقت نہ صرف تمہاری مالی قربانی کے ظاہر سے واقف ہے بلکہ اس مالی قربانی کے پس پردہ جذبات سے بھی واقف ہے، نہ صرف یہ کہ نیتوں کے اچھے پہلوؤں سے واقف ہے بلکہ نیتوں کے بد پہلوؤں سے بھی واقف ہے۔ اس لئے اس آیت میں جہاں ایک حوصلہ دلایا، ایک یقین دلایا کہ ہماری مالی قربانیاں کسی حالت میں بھی ضائع نہیں جا سکتیں کیونکہ جس چہرے کی رضا کی خاطر ہم پیش کر رہے ہیں اسے خوب خبر ہے، وہاں ایک انذار بھی فرما دیا کہ دنیا والوں کو تو تم دھوکہ دے سکتے ہو، دنیا والوں کے لئے تو تم یہ کر سکتے ہو کہ خرچ کسی اور مقصد کے لئے کر رہے ہو اور داد طلبی کسی اور سے کر رہے ہو۔ بسا اوقات اپنا احسان جتا رہے ہو کسی اور شخص پر اور مقصد بالکل اور ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے ریاکار ایسے ہیں جو غرباء پر خرچ کرتے ہیں اور مقصد یہ ہے کہ قوم میں ان کی ساکھ بیٹھے۔ قوم سمجھے کہ یہ ایک بہت ہی ہمدرد انسان ہے۔ بڑے بڑے دکھاوا کرنے والے ایسے امیر ہیں جو ٹیلیویژن پر دکھائے جانے کی خاطر خرچ کرتے ہیں یا پھر کسی حکومت کے سربراہ سے بعد میں فائدے حاصل کرنے کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ خرچ بظاہر نیک کام پر کر رہے ہوتے ہیں لیکن مقصد درپردہ کچھ اور ہوتا ہے۔ گویا داد طلبی کسی اور طرف سے ہے اور خرچ کا رخ کسی اور طرف ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی یہ بھی تنبیہ فرما دی کہ تمہیں ہمیشہ یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ جس ذات کے نام پر تم خرچ کر رہے ہو وہ تمہارے پس پردہ خیالات سے بھی واقف ہے اس لئے اگر وہاں رخنہ ہوا تو وہ خرچ قبول نہیں کیا جائیگا۔

مالی قربانیاں کرنے والوں کی امتیازی شان

چنانچہ اس کے معاً بعد یہ فرمایا وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ اب بظاہر اس آیت کے پہلے ٹکڑے کا اس آیت کے دوسرے ٹکڑے سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ فرما رہا ہے کہ اگر تم خرچ کرو تو ہر حال میں نیک کاموں پر خرچ کرنے کی نیتیں باندھو کیونکہ خدا تعالیٰ تمہارے اس خرچ کے ہر پہلو سے واقف ہے اور ساتھ ہی فرما دیا کہ ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ خرچ کرنے والا تو اچھا ہوتا ہے وہاں تو بظاہر محسنین کا ذکر آنا چاہیئے تھا۔ یہ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ کا کیا تعلق ہوا؟ جب ہم اس پہلو پر غور کرتے ہیں تو بہت ہی وسیع مضمون سامنے آتا ہے جس کے پھر دو پہلو ہیں۔ اول جس کا پہلو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ کی دعوت دی تو اس کے نتیجہ میں آپ کے لئے انصار الی اللہ پیدا ہوئے جو ظالموں کو نصیب نہیں ہو سکتے۔ اور اس سے پہلے سورۂ صف میں یہ مضمون بیان ہو چکا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ وہاں بھی ظالم کہہ کر بظاہر بات کی گئی ہے مگر نیکوں کی طرف سے ان پر لگنے والے الزاموں کا دفاع کیا گیا ہے۔ بتایا یہ گیا ہے کہ اگر کوئی ظالم ہو تو خدا تعالیٰ اس کی نصرت نہیں فرماتا وہ ہلاک کر دیا جاتا ہے جب کوئی خدا کی طرف سے دعویٰ پیش کر رہا ہو اور ہلاک نہ ہو رہا ہو اور اس کے انصار الی اللہ پیدا ہو جائیں یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ ظالم نہیں۔ پس بظاہر نفی میں ذکر ہے مگر مضمون اس پہلو سے مختلف بن جاتا ہے فرمایا دیکھو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت دیتے ہیں اور تم اس انفاق پر لبیک کہہ رہے ہو (اور خدا خوب جانتا ہے کہ تم کس شان کے ساتھ لبیک کہہ رہے ہو) تمہاری یہ ادائیں، تمہارے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حسن یہ ایسے حسین نظارے ہیں کہ جو انصار الی اللہ میں ہی نظر آیا کرتے ہیں کیونکہ ظالمین کو خدا تعالیٰ انصار الی اللہ عطا نہیں کیا کرتا۔ اس مضمون یعنی مِنْ انصار کے مضمون کو پھر اگلی آیتوں میں کھول کر بیان کیا کہ کن انصار کی بات ہو رہی ہے یہ تو صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر خرچ کرنے والے پیدا ہوئے لیکن شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ بعض غلط لوگوں کی غلط تحریکات پر بھی ان کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اور حکومتیں بھی ان پر خرچ کرتی ہیں پھر کچھ امراء بھی ایسے ہوتے ہیں جو لوگوں پر بد ارادوں سے خرچ کرتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دونوں کی کیا پہچان ہوگی؟ جب صورت یہ ہے کہ اس شخص کی آواز پر خرچ کرنے والے تو انصار ہیں جو ظالموں کو نصیب نہیں ہوتے اور دوسری آوازوں پر خرچ کرنے والے انصار نہیں ہیں تو پھر لازماً ان دونوں قسم کے خرچ کرنے والوں کے مابین تمیز ہونی چاہیئے۔ اس لئے اگلی آیات اس مضمون کو کھولتی چلی جا رہی ہیں یہ آیات خرچ کرنے والوں میں اتنا بیّن فرق کر دیتی ہیں کہ وہ جو انصار الی اللہ ہوتے ہیں اُن میں اور بد ارادوں کے ساتھ بد مقاصد کے لئے خرچ کرنے والوں میں تمیز نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ فرمایا! اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۔ اب یہ مضمون پہلی آیات کے مضمون کو دو طرح سے کھول رہا ہے ایسا حسین ربط ہے کہ انسان قرآن کریم کے انداز بیان کو حیرت سے دیکھتا ہے۔ اس آیت کا پہلا ٹکڑا جو ہے یعنی اِنْ تبدوا الصدقات .... خیرٌ لکُمْ وہ ماقبل آیت کے پہلے حصہ سے تعلق رکھتا ہے جو یہ ہے وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُهٗ اور دوسرا حصہ انصار الی اللہ کے مضمون کو کھولتا ہے (جس کی طرف آیت ماقبل کے دوسرے حصہ یعنی وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ میں اشارہ کیا گیا ہے)۔

جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اس انفاق کا کیا نتیجہ نکلتا ہے فرمایا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ اگر تم صدقات ظاہر کر دو خدا کی راہ میں جو خرچ کرتے ہو اسے کھول دو فَنِعِمَّا ھِیَ یہ بھی بہت اچھی بات ہے وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَآءَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ اگر تم ان کو چھپاؤ اور فقراء کو دے دو تو یہ بھی تمہارے لئے ٹھیک ہے۔ اس مضمون کی وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ پہلی آیت میں تو یہ بیان فرما دیا تھا کہ اللہ کو تمہارے انفاق کا علم ہے جس کی خاطر تم خرچ کر رہے ہو جب اس کو علم ہو گیا تو بظاہر بات پوری ہو گئی مضمون مکمل ہو گیا اس کے بعد مزید کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ انسان کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے کہ نیکی تو صرف یہ ہے کہ میں اس طرح لِلّٰہ خرچ کروں کہ کسی دوسرے کو کسی قیمت پر بھی اس کا علم نہ ہو اس کے بغیر میرا انفاق قبول نہیں ہوگا۔ یہ ایک وہم دل میں پیدا ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم صدقات کو ظاہر کرو فَنِعِمَّا ھِیَ یہ بھی بہت عمدہ بات ہے۔

قومی چندوں اور انفرادی قربانیوں کا ما بہ الامتیاز

"ظاہر کرو" کے مضمون کا تعلق زیادہ تر قومی چندوں سے ہے، قومی انفاقات سے ہے کیونکہ جب آپ قومی طور پر مالی قربانیوں میں حصہ لیتے ہیں تو معاملہ چھپ سکتا ہی نہیں۔ اس کا اظہار کے ساتھ ایک ایسا ربط ہے، ایک ایسا گہرا تعلق ہے کہ وہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کو براہ راست تو آپ کوئی چندہ نہیں دے سکتے، ایک جماعتی نظام کے طور پر ہی دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خدا اور بندے کے درمیان بطور رابطہ کے موجود تھے تو صحابہؓ کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں اپنی قربانیوں کو لا ڈالنے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر قربانی کرنے والے بعض دفعہ اپنی مالی قربانی کو غیروں سے چھپانے کی کوشش میں اُسے براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ لیکن وہاں سے بھی ان کی اس قربانی کو شہرت مل جاتی تھی۔ ان کی قربانی کو ظاہر کرنے سے غرض یہ ہوتی تھی کہ تا دوسرے ان کا تتبع کریں۔ قومی قربانیوں کا ان کے اظہار کے ساتھ ایک گہرا ربط ہے یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ قومی قربانیوں میں حصہ لیں اور اسے اس طرح چھپالیں اور اگر ممکن ہے بھی تو بہت بعید کی بات ہے کہ کسی فرد بشر کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

دوسرا پہلو جو ہے وہ ذاتی اور انفرادی قربانیوں کا ہے۔ انفرادی قربانیوں میں بات کو چھپایا جا سکتا ہے۔ لیکن جب آپ غرباء کو فقراء کو یتیموں کو، بیوگان کو کچھ دیتے ہیں تو اخفاء کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ آپ ساری دنیا سے چھپا کے دے سکتے ہیں مگر اس صورت میں کہ جس کو دے رہے ہیں اس کو پتہ چل جاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جس کو دیا جائے اسے بھی دینے والے کا پتہ نہ چل سکے۔ قرآن کریم نے چونکہ اخفاء کے ساتھ انفرادی قربانیوں کے مضمون کو باندھا ہے اس لئے صحابہؓ نے بھی اس کا یہی مطلب سمجھا اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض دفعہ لوگ رات کو چھپ کے نکلتے تھے اور ایسے شخص کو ڈھونڈتے تھے جو محتاج بھی ہو اور جس کو ضرورت بھی ہو اور اُسے پتہ بھی نہ لگے۔ اب رات کو چھپ کر نکلنا اور یہ فیصلہ کر لینا کہ کونسا شخص ضرورتمند ہے یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ چنانچہ ایسے ایسے دلچسپ واقعات رونما ہوئے کہ ایک شخص رات کو نکلا ہے اور صدقہ کسی دولتمند کو دے دیا وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَآءَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ کی ایک عجیب تصویر اس وقت کھینچی گئی اور وہ اس طرح کہ دوسرے دن باتیں شروع ہو گئیں اور لوگ ہنسنے لگے کہ شہر میں آج عجیب واقعہ ہوا ہے، ایک شخص نے دنیا سے چھپنے کی خاطر کہ بجز خدا کے کسی کو علم نہ ہو سکے رات کو نکلا اور ایک امیر آدمی کو صدقہ دے دیا۔ پھر وہ بے چارہ دوسری رات نکلا اور پھر کسی ایسے شخص کو دے دیا جس کو دینا مناسب نہیں تھا۔ تین راتیں وہ اسی طرح مسلسل کوشش کرتا رہا اور آخر تک وہ یہ نہیں سمجھ سکا کہ میں نے کسی صحیح آدمی کو دیا بھی ہے کہ نہیں۔ بہر حال پہلے زمانے میں بھی لوگ اس مضمون کو یہاں تک پہنچاتے

رہے کہ تخفوھا کا مضمون ایسا کامل ہو جائے کہ جس شخص کو دیا جا رہا ہے اس کو بھی پتہ نہ لگے مگر بہر حال اکثر اوقات اکثر صورتوں میں جس کو دیا جاتا ہے اس کو تو پتہ چل جاتا ہے۔ چونکہ اللہ جانتا ہے کہ یہ شخص اخفاء چاہتا ہے اور کسی بدلہ کی تمنا نہیں رکھتا اس لئے خدا تعالیٰ نے اس شخص کے اس پہلو کی حفاظت فرما دی جب یہ فرمایا کہ فَاِنَّ اللّٰہ یعلمہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے پہلوؤں کو جانتا ہے گویا ...... یہ تعلیم کہ اتنا بھی تردد نہ کیا کرو کہ اخفاء میں حد ہی کر دو اور حد اعتدال سے گزر جاؤ۔ تمہاری نیت چاہیئے، اگر تم چاہتے ہو کہ ریاء کاری نہ ہو، اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی خاطر کسی کو دیا جائے تو اپنی نیت کو پاک اور صاف کر لو پھر اگر کسی کو پتہ بھی چل جائے تو تمہاری قربانی اخفاء کے پردے میں ہی رہے گی یعنی خدا تعالیٰ جن قربانیوں کو مخفی قرار دیتا ہے انہی کے زمرہ میں تمہاری قربانی بھی شمار کی جائے گی۔

انصار اللہ کی مالی قربانیوں کے ثمرات حسنہ

وَیُکَفِّرُ عَنۡکُمۡ مِّنۡ سَیِّاٰتِکُمۡ فرمایا اللہ تعالےٰ تمہاری برائیوں کو دور کرتا ہے جب یہ تین صفات اکٹھی پڑھی جائیں تو اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ انصار اللہ کون ہیں اور غیر انصار اللہ کون ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظالموں کو نصیب نہیں ہوا کرتے۔ ساری دنیا پر نظر ڈالیں اللہ کے نبیوں کے سوا اس قسم کے خرچ کرنے والے کسی کو نصیب نہیں ہوا کرتے۔ وہ جب کھل کر دیتے ہیں تو اس لئے کھل کر دیتے ہیں کہ قومی قربانیوں میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اخفاء ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ اور اس لئے بھی کھل کر دیتے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں میں تحریک پیدا ہو اور قوم میں قربانی کا جذبہ پھیلے۔ اور صرف اسی پر انحصار نہیں کرتے، پھر وہ چھپ کے بھی دیتے ہیں، مخفی طور پر بھی دیتے ہیں تاکہ ان کے دل پر کسی قسم کا زنگ نہ لگ سکے اور ان کی نیتیں دونوں پہلوؤں سے صاف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ایسا کرو تو اس کا ایک نتیجہ ظاہر ہوگا وَیُکَفِّرُ عَنۡکُمۡ مِّنۡ سَیِّاٰتِکُمۡ کہ انصار جو فی سبیل اللہ خرچ کرنے والے ہیں ان کا خرچ وہیں نہیں رُک جایا کرتا بلکہ اس کے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں بھی نتائج پیدا ہوتے ہیں اور رضائے باری تعالیٰ کے علاوہ بھی ایک نتیجہ یہ ہے کہ ان کی بدیاں کم ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور نیکیاں بڑھنے لگتی ہیں یہ ایک عجیب مضمون ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نیک لوگ جو خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں ان کی راہیں ہی الگ ہیں ان لوگوں سے جو خدا کے سوا کسی چیز پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ وہ انصار ہیں جن کے متعلق فرمایا وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے انصار ملے ہیں ان کی شکلیں تو دیکھو یہ بالکل اور چیزیں ہیں۔ ظالموں کو ایسے انصار نہیں ملا کرتے۔ تمام دنیا کی قوموں کی مالی قربانیوں کی تاریخ پر نظر ڈالو۔ ایسے انصار جن کا ذکر قرآن کریم فرما رہا ہے ان کے یہ درجات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا یا ان انبیاء کے سوا جو آپؐ کی متابعت میں درجے پاگئے اور لوگوں کو نصیب نہیں ہوا کرتے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ متابعت میں درجے پاگئے تو مراد یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ مقصود تھے اس لئے باقی انبیاء نے بھی انہی اخلاقِ حسنہ کی پیروی کی ہے جن کو محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہاء تک پہنچایا اور اس طرح ان کو بھی اسلام کے ٹکڑے نصیب ہوئے۔ اس لئے کوئی نبی بھی ان معنوں میں اتباع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر نہیں رہتا اور جس نے جو بھی درجہ پایا ہے اسی اتباع کے نتیجہ میں پایا ہے پھر فرمایا وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ۔ اللہ تمہارے اعمال سے بھی خوب واقف ہے یعنی نیتوں سے بھی واقف ہے اور جانتا ہے اچھی نیت ہے، پاک نیت ہے صاف نیت ہے، خدا کی خاطر ہی خرچ کر رہے ہو اور قومی طور پر بھی خرچ کر رہے ہو اور انفرادی طور پر بھی خرچ کر رہے ہو۔ اور پھر وہ اعمال کی کمزوریوں سے بھی واقف ہے کیونکہ باوجود اس نیکی کے تمہارے اعمال میں رخنے بھی ہو سکتے ہیں، کئی لحاظ سے کمزوریاں بھی ہو سکتی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ لوگ طعنے دیں کہ چندے تو بڑے دیتا ہے لیکن فلاں کمزوری ہے۔ چندوں کا کیا فائدہ؟ اگر فلاں بات میں بدی موجود ہے تو چندوں کا کیا فائدہ؟ اگر فلاں شخص سے اس کا معاملہ ٹھیک نہیں ہے تو چندوں کا کیا فائدہ؟۔ چندہ دینے والوں کو چندہ نہ دینے والے اس قسم کے بہت طعنے دیا کرتے ہیں اور پھر دکھاوے کا الزام لگاتے ہیں کہتے ہیں چھوڑو جی چندوں کی خاطر ہی جماعت بنی ہے؛ اور بھی تو نیکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ ان چندوں کے ساتھ باقی اعمال کا توازن بھی قائم ہونا چاہیئے۔ جتنا تم مالی قربانی میں آگے بڑھو گے خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ تمہاری اصلاح فرماتا چلا جائے گا۔ پس یہ ایک دوسرا ثبوت ہے انصار اللہ کا دوسری صفت ہے ان کی، دوسری خصلت ہے اور اس کے نتیجہ میں خدا کا سلوک ان کے ساتھ بہت احسان والا ہے جو غیر اللہ کی خاطر قربانی کرنے والوں میں نظر نہیں آتا۔

جب وہ بدیوں کی خاطر قربانی دیتے ہیں یعنی بظاہر قربانی نظر نہیں آتی ہے لیکن بدکام کیلئے خرچ کرتے ہیں غلط نیتوں سے خرچ کرتے ہیں، غلط مقاصد پر خرچ کرتے ہیں غلط لوگوں پر خرچ کرتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں ایک برعکس منظر آپ کو دکھائی دے گا۔ ان اخراجات کے بعد انکے اعمال سدھرتے نہیں بلکہ بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں، ریاکار زیادہ سے زیادہ پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں، سوسائٹی میں بظاہر نیک کاموں پر اموال خرچ ہو رہے ہوتے ہیں لیکن دن بدن ساری سوسائٹی ریاکاری کا شکار ہو رہی ہوتی ہے، اخباروں میں نام اور تصویریں چھپنے کی خاطر، لوگوں کے جلسوں میں سب کے سامنے بڑے لوگوں کو پیش کئے جاتے ہیں نیت یہ ہوتی ہے کہ لوگوں سے داد وصول کی جائے اس کے نتیجہ میں وہ گندے مال کی طلب میں اور بڑھ جاتے ہیں۔ حرام مال کھانے میں ان کی جھجک پہلے سے بھی زیادہ اٹھ جاتی ہے۔ دو مختلف مضمون ہیں دو مختلف رُخ ہیں۔ ایک وہ انصار ہیں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے اور آپؐ کے بعد آپؐ کی غلامی میں آپؐ کے نمائندگان کو بھی ہمیشہ کے لئے عطا ہوتے رہیں گے۔ اور ایک وہ انصار ہیں جو غیر اللہ کے لئے خرچ کرتے ہیں، غیر مقاصد کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کے اعمال بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جو پہلا گروہ ہے یکفر عنکم من سیاٰتکم کا وعدہ ان کی ذات میں پورا ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور دوسرے خرچ کرنے والوں کے لئے ایسی کوئی ضمانت نہیں ہوتی چنانچہ فرمایا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ تمہارے ہر عمل پر چونکہ خدا کی نظر ہے اس کو پتہ ہے کہ تمہارے اعمال کے کس حصہ میں کمی واقع ہوئی ہے اور اسے سدھارنا ضروری ہے۔ اس لئے تم مطمئن رہو اصلاح کرنے والے تو ہم ہیں ہم کمی دور کر کے تمہیں اپنے اعمال سنوارنے کی توفیق عطا کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا لَیْسَ عَلَیْکَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے ہادی تھے لیکن یہاں فرمایا لَیْسَ عَلَیْکَ هُدٰهُمْ ان لوگوں کو ہدایت دینا تیری ذمہ داری نہیں ہے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی ہونے کے مقام سے ہٹایا جا رہا ہے۔ مراد یہ ہے کہ تُو ہادی ہے لیکن اس کے باوجود دلوں کے بھیدوں تک تیری رسائی نہیں ہے۔ اعمال کی باریکیوں تک تیری نگاہ نہیں ہے جو نیکی کرتا تجھے دکھائی دے گا تُو تُو اس کے لئے دعا کرے گا، اس کے ساتھ حُسن سلوک کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ جو پس پردہ انسانی نیتوں کی خبر رکھتا ہے، جو اعمال کی نیتوں اور ان کی کنہہ سے واقف ہے اور پھر اعمال کی تفصیلات پر جس کی نظر ہے وہ اختیار رکھتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو ان کو درست کر دے یعنی کام تو تیرا ہے لیکن کرنا اللہ نے ہے، ہادی تجھے بنایا ہے لیکن ہدایت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے تاکہ تجھ پر طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ بنے۔ اس لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا فیض جو لوگوں تک پہنچتا ہے اس فیض کو خدا خود لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ خدا فرما رہا ہے کہ ہادی تو تُو ہے لیکن ہدایت دینا ہمارا کام ہے اس کی ذمہ داری ہم تجھ پر نہیں ڈالتے۔ یہ ذمہ داری ہم نے اٹھا لی ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ کہہ کر پھر اس مضمون کو کھول دیا کہ جو کچھ تم اپنے اوپر خرچ کرتے ہو، اپنے لئے خرچ کرتے ہو، یعنی پہلی آیت نے تو یہ ظاہر کیا تھا کہ بس بات یہاں ہی ختم ہو گئی جس کی خاطر خرچ کرنا تھا اس کو پہنچ گیا وہ جانتا ہے اس کو خوب علم ہے اس لئے تم راضی ہو کے لوٹ آئے۔ دنیا کے معاملات میں یہی ہوا کرتا ہے وہ تحفہ جو رضا کی خاطر دیا جاتا ہے اس شخص کو پہنچ جائے اس کو علم ہو جائے تو مضمون وہیں ختم ہو جایا کرتا ہے۔ رضا جب مل گئی تو فرمایا کہ رضا تو تمہیں حاصل ہو گئی تھی اس کے علاوہ بھی مالی قربانیوں میں بہت فائدے ہیں، ایک یہ کہ خدا تمہاری اصلاح کا بیڑا اٹھا لیتا ہے اور ہر خرچ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ تمہیں ایک نیا حسن عطا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو عملاً تم اپنے لئے خرچ کر رہے ہو لیکن ساتھ ہی فرمایا وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ تمہاری نیت یہ نہیں ہوتی کہ تمہاری اصلاح ہو، خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ تمہاری نیت یہی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اس لئے جب یہ نیت ہو گی کہ خدا کی رضا حاصل ہو تو اس کی طبعی نتیجہ میں تمہاری اصلاح ہو رہی ہوتی ہے اور اگر تم یہ نیت رکھو کہ مجھے کوئی فائدہ حاصل ہو گا تو نہ تمہیں رضا حاصل ہوگی اور نہ کوئی فائدہ حاصل ہو گا اس لئے دوبارہ توجہ دلا دی کہ ہم یہ تو تمہیں بتا رہے ہیں کہ فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا لیکن خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کبھی بھی اپنے فائدہ کی نیت نہ رکھنا کیونکہ یہ فائدہ تمہیں تب پہنچے گا جب تمہاری نیت رضائے باری تعالیٰ کے حصول کے سوا اور کچھ نہیں ہو گی وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔ اب جا کر یہ مضمون مکمل ہو جاتا ہے فرمایا صرف یہی نہیں بلکہ جو تم خرچ کرتے ہو اسے تمہیں لوٹا بھی دیں گے۔ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ میں لفظ یُوَفَّ بھرپور لوٹانے کا مضمون ادا کرتا ہے۔ بظاہر تو یہ ہے کہ جتنا تم دے رہے ہو اتنا تمہیں پورا پورا واپس کیا جائے گا لیکن یہ مراد نہیں ہے یُوَفَّ اِلَیْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

نے اس مضمون کو کھول دیا ہے ۔ جب نفی میں کہا جائے کہ تمہیں نقصان نہیں ہوگا یا یہ نقصان کا سودا نہیں تو اس کا مثبت معنیٰ ہوا کرتا ہے کہ بہت فائدے کا سودا ہے ۔ یہ ایک طرز کلام ہے جو ہر زبان میں پائی جاتی ہے ۔ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنا تم سے خدا نے لیا تھا بالکل اسی طرح پائی پائی واپس کر دے گا ۔ مراد یہ ہے کہ جب تم خدا کے ساتھ سودے کرتے ہو تو گھاٹے کے سودے نہیں ہوا کرتے ۔ کسی قیمت پر بھی خدا تمہیں ضیاع کا احساس نہیں رہنے دیتا ۔ اب بتائیے کہ کیا یہ انفاق فی سبیل اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار کو باقی سب دنیا کے خرچ کرنے والوں سے ممتاز نہیں کر دیتا ؟ ۔ ایسے سودے تو رسولوں اور ان کے متبعین کے سوا دنیا کی کسی قوم کو نصیب ہوا ہی نہیں کرتے ۔ یہ وہ امتیازی شان ہے جو بتا رہی ہے کہ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ اگر کسی دعویدار کو ایسے لوگ نصیب ہو جائیں جن کے خرچ کی ایسی ادائیں ہوں ، جن کی یہ خصلتیں ہوں ، جن کے ساتھ خدا کا یہ سلوک ہو کہ ان کے اعمال بھی ساتھ سدھر رہے ہوں اور ان کے اموال بھی کم نہ ہو رہے ہوں بلکہ بڑھ رہے ہوں ، اس دنیا میں بھی ان کو پہلے سے بڑھ کر عطا ہو رہا ہو ۔ ایسے لوگ دکھاؤ کہ غیروں میں بھی کہیں ملتے ہیں ۔ یہ ہے اس آیت کا اعلان ، یہ ہے وہ چیلنج کہ جس کو دنیا کی کوئی قوم بھی قبول کرے تو اس کو ثابت نہیں کر سکتی ۔

انبیاءؑ کی امتیازی شان

یہ انبیاءؑ کی ایک عظیم الشان امتیازی شان ہے کہ ان کو ایسے انصار عطا کئے جاتے ہیں جو ہر لحاظ سے باقی انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتایا ہے کہ ان کے ماننے والے ایمان لانے کے بعد پھر ان شکلوں کے ہو جاتے ہیں ان صفات کے ہو جاتے ہیں ان انعامات کے مورد ہو جاتے ہیں ، خدا تعالیٰ سے یہ یہ رحمتیں ان کو نصیب ہوتی ہیں یہ یہ فضل عطا کئے جاتے ہیں ۔ آج جماعت احمدیہ کی تصویر ان آیات میں موجود ہے لاکھ دنیا شور مچائے ، چیخے چلائے تمہیں گالیاں دے ظلم و ستم کا بیڑا اٹھائے مگر ان تین آیات میں جو مضمون بیان ہوا ہے اُسے جماعت احمدیہ سے کوئی چھین نہیں سکتا ۔

ایسی امتیازی شان ہے جماعت احمدیہ کی کہ ہر پہلو سے یہ مضمون خدا کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کے اوپر پورا اترتا ہے ۔"

بلا تبصرہ

مردان میں قادیانی عبادت گاہ کو مُسمار کر دیا گیا

گوجرانوالہ ۷ ستمبر (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان مولانا عزیز الرحمان نے بتایا ہے کہ مردان کے علاقہ پنج گنج میں قادیانیوں کی عبادت گاہ کے مسمار ہونے کے بعد پیدا ہونے والی کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے حکومت اور مجلس کے نمائندوں کے درمیان معاہدہ طے پا گیا ہے جس کے تحت مذکورہ جگہ میں دوبارہ قادیانی عبادت گاہ تعمیر نہ ہو سکے گی اور حکومت کسی مسلمان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گی انہوں نے کہا کہ اس معاہدہ کے بعد مسلمانوں کی طرف سے دو ماہ سے جاری احتجاج ختم کر دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ قادیانی عبادت گاہ کو انتظامیہ کی مسلسل خاموشی کے بعد علاقہ کے ارکان قومی و صوبائی اسمبلی کی قیادت میں مسلمانوں نے مسمار کر دیا جسے بعد ازاں بلڈوزر کے ذریعے ہموار کر دیا گیا انہوں نے کہا کہ ملک بھر کے عوام کو اس کامیابی پر نماز شکرانہ ادا کرنی چاہئے ۔

روزنامہ
نوائے وقت لاہور
۸ ستمبر ۱۹۸۶ء
ص ۸ و ص ۳



میاں عبد الرشید

جہاد

اسلام کا مقصد جہاد ہے ...... برائی اور باطل کے خلاف مسلسل اور پیہم جدوجہد ۔ شریعت اسلامی کا پروگرام اس جہاد کے لئے تربیتی کورس ہے مگر ہم بالعموم ارکان شریعت کی بجا آوری ہی کو مقصد سمجھ لیتے ہیں ۔ قادیانیوں کو تو ہم نے کافر قرار دے دیا ہے ۔ مگر مرزا غلام احمد کے منسوخی جہاد کا فتوی ہم سب نے عملاً صحیح تسلیم کر لیا ہے ۔ کوئی ایک مسلم حکومت بھی ایسی نہیں ، جس نے جہاد کو اپنا مطمع نظر قرار دیا ہو ۔

اطراف و جوانب منظر اور پس منظر

نوع انسان کی ہلاکت کا ایک نیا خدشہ

۲۶ راپریل ۱۹۸۶ء کو روس کے علاقہ یوکرین میں چرنوبل (CHERNOBYL) کے مقام پر عملہ کی لاپرواہی سے ایک ایٹمی ری ایکٹر زبردست دھماکہ سے پھٹ گیا تھا۔ زبردست تابکاری پھیلنے کی وجہ سے ۳۱ افراد فوری طور پر ہلاک ہو گئے تھے اور دور دور تک تابکاری مادہ پھیل جانے کی وجہ سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ بے شمار لوگ اس کے اثر سے مختلف النوع لاعلاج امراض میں مبتلا ہو کر بالکل اپاہج اور معذور ہو جائیں گے۔

اگرچہ تابکاری کے دور دور تک پھیلنے اور تباہی پھیلانے کے خدشہ پر زبردست جدوجہد کے بعد قابو پا لیا گیا لیکن یہ حادثہ بعض نئے خدشات کو جنم دینے کا موجب بنا ہے اور یہ خدشات اس نوعیت کے ہیں کہ انہوں نے سائنسدانوں کو چکرا کر رکھ دیا ہے۔ خطرہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر ایٹمی جنگ نہ بھی چھڑے تب بھی محض روایتی اسلحہ سے لڑی جانے والی ایک عام جنگ بھی کرۂ ارض پر بسنے والے تمام بنی نوع انسان کی ہلاکت کا موجب بن سکتی ہے

اس خطرہ کی نشان دہی خود روس ہی کے ایک سائنسدان نے کی ہے اس سائنسدان کا نام ہے انڈریئی کوکوشین (ANDREI KOKOSHIN) پچھلے دنوں مسٹر کوکوشین نے اٹلی کے دارالحکومت روم میں ۲۳ راگست ۱۹۸۶ء کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ ”چرنوبل میں جو حادثہ رونما ہوا اس نے یہ باور کرایا ہے کہ روائتی اسلحہ سے لڑی جانے والی ایک عام جنگ بھی اگر اس میں کسی ملک کے ایٹمی طاقت کے مرکز کو بمباری کا نشانہ بنایا جائے۔ پوری نوع انسانی کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے“ مسٹر کوکوشین سسلی کے مقام ایرس میں منعقد ہونے والی ایک بین الاقوامی ایٹمی کانفرنس میں شرکت کے لئے وہاں آئے ہوئے تھے۔

اگرچہ چرنوبل کے حادثہ کے نتیجہ میں بہت زیادہ مقدار میں تابکاری پھیلنے پر جان توڑ کوششوں کے بعد قابو پا لیا گیا تھا لیکن خود روس کی تیار کردہ ایک رپورٹ کی رو سے جو تھوڑی بہت تابکاری فضا میں پھیلی ہے اور اس کا دور دراز علاقوں میں جو خفیف اثر پہنچا ہے وہ آئندہ ستر سال تک اپنا اثر دکھاتی رہے گی اور اس کی وجہ سے نہ صرف روس میں بلکہ دنیا کے دوسرے علاقوں میں بھی کچھ اموات واقع ہوں گی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس تابکاری کے آہستہ آہستہ اثر کرنے کے نتیجہ میں چھ ہزار دو سو پچاس اموات ہوں گی۔

نیویارک ٹائمز نے اپنی ۲۲ راگست ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں روس کی مرتب کردہ اس رپورٹ کے حوالہ سے لکھا ہے براہ راست تابکاری نے زیر اثر روس میں چار ہزار سات سو پچاس افراد لقمۂ اجل بنیں گے اور دور دراز علاقوں میں ایک ہزار پانچ سو افراد تابکاری سے مسموم ہونے والا دودھ اور خوراک استعمال کرنے کی وجہ سے THYROID CANCER میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوں گے۔ یوکرین کے ایٹمی مرکز کے اردگرد رہنے والوں میں سے جنہیں اس علاقہ سے نکال لیا گیا ہے ۲۸۰ اشخاص کی موت کینسر کی وجہ سے واقع ہوگی

(خلاصہ ماخوذ از ”دی مسلم“ ۲۴ راگست ۱۹۸۶ء صفحہ ۵)

دنیا کی سب سے زیادہ ہلاکت خیز بیماری

پچھلے دنوں ہنگری کے دارالحکومت بوڈاپسٹ میں کینسر کے آٹھ ہزار ماہرین کا ایک اجتماع ہوا۔ اس میں ماہرین نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اگرچہ کینسر کی روک تھام اور علاج کے سلسلہ میں خاصی حد تک کامیابی ہوئی ہے اور کینسر کی بعض اقسام کا علاج دریافت کر لیا گیا ہے تاہم کینسر کی بیماری آج بھی دنیا کی سب سے زیادہ ہلاکت خیز بیماری شمار ہوتی ہے اور دنیا بھر میں سب سے زیادہ اموات کینسر سے ہی ہوتی ہیں۔ نیز اس میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ اس سال دنیا میں تیس لاکھ پچاس ہزار اشخاص کی موت کینسر کی وجہ سے واقع ہوگی۔

امریکن کینسر سوسائٹی کے سابق نائب صدر مسٹر لین ایڈمز نے کینسر کے خلاف انٹرنیشنل یونین کے افتتاحی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کینسر کی روک تھام، علاج اور صحت پانے والے مریضوں کی معاشرہ میں بحالی کی جدوجہد میں کافی ترقی ہوئی ہے۔ پہلے سات میں سے ایک مریض صحتیاب ہوتا تھا اور اب ہر دو

مریضوں میں سے ایک صحتیاب ہوتا ہے۔ پہلے کینسر کو کلی طور پر لاعلاج بیماری تصور کیا جاتا تھا لیکن اب خون کے کینسر اور TESTICULA CANCER کا علاج دریافت کر لیا گیا ہے اور کینسر کی یہ دونوں اقسام لاعلاج نہیں رہیں لیکن ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ حالیہ برسوں میں کینسر کے علاج سے متعلق نمایاں کامیابیوں کے باوجود آج بھی دنیا میں سب سے زیادہ جان لیوا بیماری کینسر ہی ہے۔

کانفرنس میں اس خدشہ کا بھی اظہار کیا گیا ہے کہ اس سال کینسر سے مرنے والوں کی تعداد تیس لاکھ پچاس ہزار تک جا پہنچے گی۔

(خلاصہ ماخوذ از "ڈان" ۱۴ اگست ۱۹۸۶ء صفحہ ۶)

اس سے ظاہر ہے کہ آج انسانیت طرح طرح کی آفات اور ناقابل بیان مصائب میں گھری ہوئی ہے۔ آسمانی آفات بھی اس کا پیچھا کر رہی ہیں اور زمینی آفات بھی اس کے تعاقب میں ہیں۔ آفات کسی بھی نوعیت کی ہوں وہ خدا تعالیٰ کی منشا کے بغیر رونما نہیں ہوا کرتیں۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ رحمٰن و رحیم اور قادر و کریم ہے۔ وہ عالمگیر مصائب اُسی وقت نازل کرتا ہے جب اس کے بندے نافرمانی اور ظلم و جور کے مرتکب ہو کر اپنے آپ کو ان کا مستحق بنا لیتے ہیں۔ ایسے حالات میں صرف ظاہری تدابیر پر حصر کرنا کام نہیں آتا۔ ضرورت اس امر کی ہوتی ہے کہ ظاہری تدابیر کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں اور غلط کاریوں اور ظلم و جور کی معافی طلب کر کے اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھ کر اسے راضی کرنے کی کوشش کی جائے تا وہ رجوع برحمت ہو اور مصائب کو دور کر کے امن و عافیت کا زمانہ واپس لے آئے ان مصائب کے آنے سے بہت پہلے ہی ایک مردِ خدا نے انہیں آگاہ کر دیا تھا جیسا کہ فرمایا ؎

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

تاریخ میں تحریف کا عمل

انگریزی روزنامہ "دی مسلم" اسلام آباد کے ۲۷ اگست ۱۹۸۶ء کے شمارہ میں جناب موحد ایچ۔ شاہ کا ایک مضمون بعنوان TEMPERING WITH HISTORY شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں موصوف نے تاریخ میں عملی تحریف کو بڑی عمدگی سے واضح کیا ہے۔

انہوں نے مضمون کا آغاز ازمنہ گزشتہ کے ایک انتہائی افسوسناک واقعہ سے کیا ہے جسے تاریخ میں عملی تحریف کی ایک بدترین مثال قرار دیا جا سکتا ہے اور جو صدیاں گزرنے کے باوجود مسلمانوں کے لئے آج بھی سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔ اس کا تعلق سپین کے شہر قرطبہ میں عبدالرحمٰن اوّل کی تعمیر کردہ عظیم الشان مسجد کی عیسائیوں کے ہاتھوں بے حرمتی سے ہے۔ عبدالرحمٰن نے یہ مسجد ۷۸۴ء میں تعمیر کرائی تھی۔ ساڑھے چار سو سال بعد ۱۲۳۵ء میں جب عیسائیوں نے قرطبہ کو دوبارہ فتح کیا تو انہوں نے اس انتہائی وسیع و عریض اور عظیم الشان مسجد کے مسقف حصہ کے درمیانی حصہ کو گرجا میں تبدیل کر ڈالا۔ اس وقت سے آج تک یہ گرجا وہاں قائم چلا آ رہا ہے۔

جناب موحد ایچ۔ شاہ نے تاریخ میں عملی تحریف کے تعلق میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ اور مفہوم یہ بنتا ہے۔ کہ تاریخ میں عملی تحریف کا یہ عمل اس بیسویں صدی میں بھی جاری ہے اور اس کا ارتکاب ہم خود اہلِ پاکستان کر رہے ہیں۔ انگریزوں کے آباد کردہ شہروں کے نام تبدیل کئے جا رہے ہیں۔ انسان دوست اور انسانیت کا درد رکھنے والے جن نامور ہندوؤں نے فلاحی ادارے پنجاب میں قائم کئے تھے اور جو اُنہی کے نام سے موسوم چلے آ رہے تھے ان اداروں کے نام تبدیل کرنے کے مطالبے آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے ہندوؤں نے اپنی تمام تر متعصبانہ ذہنیت کے باوجود اُن سڑکوں کے نام آج تک تبدیل نہیں کئے جنہیں نئی دہلی میں تعمیر کرنے کے بعد انگریزوں نے مغل شہنشاہوں کے نام سے موسوم کیا تھا حتیٰ کہ "اورنگ زیب روڈ" کا نام بھی تبدیل نہیں کیا گیا۔ وہ آج بھی اسی نام سے موسوم چلی آ رہی ہے۔

جناب موحد ایچ شاہ نے لکھا ہے کہ وہی قومیں اور وہی افراد تاریخ میں عملی تحریف کے مرتکب ہوتے ہیں جو خود کچھ کر گزرنے اور عظیم تر نئے کارناموں کے ذریعہ نئے سنگِ میل نصب کرنے کے قابل نہیں ہوتے وہ دوسروں کے تعمیر کردہ شہروں، اداروں اور کارناموں کو اپنی طرف منسوب کر کے اور اُن پر اپنے نام کا لیبل لگا کر فتح کے شادیانے بجانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے وہ اس غاصبانہ تصرف کو ہی اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:۔

"ناموں کی تبدیلی پر پوری توجہ مرکوز کرنا اور اس پر حد سے زیادہ زور دینا ایسا ہی ہے کہ مغز کو یکسر نظر انداز کر کے خالی

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

انجمن احمدیہ تحریک جدید کے قدیمی کارکن محترم قاضی محمد یوسف صاحب وفات پا گئے

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ انجمن احمدیہ تحریک جدید کے قدیمی کارکن محترم قاضی محمد یوسف صاحب ۵ ستمبر ۱۹۸۶ بروز جمعۃ المبارک سوا تین بجے سہ پہر بعمر ۷۶ سال ربوہ میں وفات پا گئے۔

ان کی نماز جنازہ اسی روز نماز عشاء کے بعد بیت المحمود سے ملحقہ میدان میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی۔ جس میں انجمن احمدیہ تحریک جدید کے کارکنان اور دیگر اہلِ ربوہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مرحوم موصی تھے۔ چنانچہ جنازہ مقبرہ بہشتی لے جا کر وہاں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے دعا کرائی۔

محترم قاضی صاحب شیخ پور ضلع گجرات کے رہنے والے تھے ۱۹۳۸ء میں سیدنا حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں ۱۹۴۹ء میں خدمتِ دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی سعادت پائی۔ پہلے چند سال سندھ کی اراضیات پر بطور اکاؤنٹنٹ خدمات سرانجام دیں۔ بعدہٗ انجمن احمدیہ تحریک جدید کے مختلف دفاتر میں شعبہ اکاؤنٹس سے وابستہ رہ کر طویل عرصہ خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ ۱۹۸۵ء میں اپنے فرزند مکرم محمد سلیمان صاحب ایم۔ ایس۔ سی کے پاس انگلستان گئے وہاں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی زیر ہدایت لندن مشن میں بطور اکاؤنٹنٹ ایک سال بہت محنت سے کام کیا۔ اسی دوران وہاں بیمار ہوئے۔ چار ماہ وہاں زیر علاج رہنے کے باوجود خاطر خواہ افاقہ نہ ہوا۔ حضور کی اجازت سے اگست کے اوائل میں پاکستان واپس آئے اور کراچی میں ایک ہفتہ زیر علاج رہنے کے بعد ۱۰ اگست کو عید الاضحی کے روز ربوہ واپس پہنچے۔ علاج یہاں بھی جاری رہا لیکن کمزوری دن بدن بڑھتی رہی۔ آخر ۵ ستمبر ۱۹۸۶ء جمعۃ المبارک کے روز سوا تین بجے سہ پہر داعی اجل کو لبیک کہہ کر مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوئے۔

محترم قاضی صاحب بہت سیر چشم متوکل اور قناعت شعار واقع ہوئے تھے۔ نماز باجماعت

تک بیت المحمود میں امام الصلوٰۃ کے فرائض ادا کئے۔ فارغ اوقات میں قرآنِ مجید کی تلاوت بکثرت کرتے۔ قرآنِ مجید کا خاصہ حصہ حفظ کیا ہوا تھا۔

مرحوم نے چار بیٹیاں اور چار فرزند اپنی یادگار چھوڑے ہیں وہ سب شادی شدہ اور برسر روزگار ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم قاضی صاحب مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرما کر دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

"تاریخ میں تحریف" بقیہ صفحہ ۱۰

اور رکھو کھا قشر کو ہی سب کچھ سمجھ لیا جائے اگر نئے منصوبوں کو عملی جامہ پہنا کر نئے ہسپتال، نئے کالج اور نئے ادارے قائم کئے جائیں تو یہ بات ہی اور ہے۔ لیکن یہ تو ہوا محنت طلب کام جس کے لئے خون پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے ہاں اس مشکل کا ایسے بے ہمت لوگوں کے نزدیک ایک آسان حل یہ ہے کہ دوسروں کی کارگزاری پر قبضہ کر کے اور اس پر اپنی پسند کے ایک نئے نام کا لیبل لگا کر اسے اپنی طرف منسوب کر لیا جائے۔"

اسی کو کہتے ہیں ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے

اطفال کے مرکزی علمی مقابلے

اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر حفظِ قرآن کریم تلاوت قرآن کریم حفظ نظم نظم خوانی تقاریر بیت بازی پیغام رسانی مشاہدہ معائنہ وغیرہ کے مقابلے ہوں گے، اطفال ان مقابلوں میں بھرپور حصہ لینے کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ (سیکرٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

تقریب شادی

برادرم مکرم صلاح الدین قمر ابن مکرم حاجی قمر الدین مرحوم (آف قمر آباد نواب شاہ) کی شادی مکرمہ ہاجرہ امیر صاحبہ بنت مکرم چوہدری امیر احمد مرحوم (آف اوڑا ضلع سیالکوٹ) کے ساتھ بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۸۶ء ربوہ میں انجام پائی۔ ان کا نکاح ۲۵ مارچ کو بیت المحمود دار الصدر جنوبی میں بعد نماز عصر مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھایا اور نکاح کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ ۲۶ مارچ کو بارات برادرم صلاح الدین کے گھر بیت القمر واقع دار الصدر جنوبی سے روانہ ہو کر دفاتر لجنہ مرکزیہ کے احاطہ میں واقع کوارٹرز میں گئی۔ جہاں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ جس میں مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب نے دعا کروائی۔ ۲۷ مارچ کو بیت القمر میں ولیمہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بعد طعام مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے دعا کروائی

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو دونوں گھرانوں کے لئے خوشیوں کا موجب بنائے اور اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر جہت سے بہت مبارک فرمائے۔ آمین

(عبد الہادی ساجد۔ قمر آباد نواب شاہ)

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ۳۰ اگست ۱۹۸۶ء کو پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ بچی کا نام "وردۃ الصباح" تجویز ہوا۔ نومولودہ مکرم ارشد اللہ بھٹی صاحب راول ڈیم اسلام آباد کی پوتی اور مکرم چوہدری رشید احمد صاحب واہ کینٹ کی نواسی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت والی عمر دراز عطا فرمائے۔ اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب بنائے آمین

(فضیل عیاض احمد۔ استاذ الجامعہ)

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۸ جولائی ۱۹۸۶ء کو ایک بیٹی کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔

حضور نے ازراہ شفقت وجیہہ احمد نام تجویز فرمایا ہے

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود

[illegible]

والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(سعید احمد ناصر۔ وکالت تصنیف تحریک جدید ربوہ)

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ۱۲ اگست ۱۹۸۶ء کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور نے بچی کا نام "عطیۃ النور" تجویز فرمایا ہے یہ بچی محترم قاضی عبد المجید صاحب مرحوم کی پوتی اور محترم ماسٹر چوہدری عبد الحلیم صاحب کی نواسی ہے تمام احباب جماعت اور خاندان حضرت اقدس سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو لمبی صحت والی زندگی عطا فرمائے اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب بنائے آمین۔

(قاضی عبد الرشید قاضی پن شاپ نیلا گنبد لاہور)

اللہ تعالیٰ نے مکرم وسیم خالد صاحب جنجوعہ انجنیئر واپڈا لاہور (۲۰ کوخ الاجہ ۱۹/۱۷ دار الرحمت وسطی ربوہ) کو بتاریخ ۹ ستمبر ۱۹۸۶ء بروز منگل پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام افضل وسیم تجویز ہوا ہے۔

نومولود محترم ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد مرحوم کا پڑپوتا مکرم سلیم راجہ صاحب کا پوتا اور مکرم خلیق عالم صاحب فاروقی کراچی کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے نیز اسے نیک صالح خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

نمایاں کامیابی اور درخواست دعا

عزیزم ناصر محمود ابن مکرم محمد لئیق صاحب اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر جی پی او لاہور نے ایف ایس سی کے امتحان میں ۹۰۱/۱۱۰۰ نمبر حاصل کر کے سیکنڈری بورڈ میں پانچویں پوزیشن حاصل کی ہے اللہ تعالیٰ اسے یہ اعزاز مبارک کرے اور آئندہ شاندار کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ احباب سے عزیز کی مزید اعلیٰ ترقی اور دینی و دنیوی حسنات عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ محمد اسماعیل منیر ربوہ

ناظمین اضلاع و زعمائے اعلیٰ انصار اللہ کی خدمت میں ضروری گزارش

ماہنامہ انصار اللہ باقاعدہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے اور تربیتی اور علمی ضروریات کو پورا کر رہا ہے۔ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور خطبات کا خلاصہ باقاعدہ ماہنامہ میں شائع کروایا جا رہا ہے علمی مضامین اور مجلس انصار اللہ کی ضروری تحریکات و اعلانات شائع ہو رہے ہیں لیکن اس کا خاطر خواہ فائدہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ اس کی اشاعت بڑھے اور زیادہ سے زیادہ دوستوں کے گھروں میں پہنچے۔ آج کل تو ہم اخبار الفضل سے بھی محروم ہیں اس لئے انصار اللہ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے لہذا آپ سے درخواست ہے کہ:۔

ا :۔ اپنی مجلس یا ضلع میں ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری کی مؤثر تحریک کی جائے کوئی مجلس یا گھرانہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے جہاں یہ رسالہ نہ پہنچ رہا ہو۔ نئی خریداری کے لئے ضلع کی سطح پر اور مجلسی سطح پر ٹارگٹ مقرر کر دیا گیا ہے اس کو جلد پورا کرنے کی طرف توجہ دی جائے۔

ب :۔ ماہنامہ انصار اللہ کا سالانہ چندہ صرف ۲۰ روپے مقرر ہے اس کی بروقت وصولی کے لئے مرکز کا ہاتھ بٹائیں اور دوستوں کو تحریک فرمائیں کہ جونہی مرکز کی طرف سے چندہ ختم ہونے کی اطلاع آئے فوراً چندہ مرکز میں بھجوا دیا جائے۔ زیادہ یاددہانیوں اور وی پی پی کا انتظار نہ کریں اس سے خواہ مخواہ مالی بار پڑتا ہے ڈاک بھی آجکل بہت مہنگی ہو گئی ہے۔

ج :۔ ماہنامہ انصار اللہ کی بروقت تقسیم میں دقتیں پیش آ رہی ہیں۔ کئی دوستوں کی طرف سے ہمیں شکایتیں آتی رہتی ہیں کہ انہیں رسالہ باقاعدہ نہیں مل رہا۔ بعض زعمائے اعلیٰ اور ناظمین اضلاع نے پیکٹ کی شکل میں رسالہ منگوانا شروع کر دیا ہے دفتر یہ پیکٹ ڈاک خانہ سے بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ بھجواتا ہے جس سے الا ماشاء اللہ بنڈل منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے آپ میں سے بھی جن دوستوں کو ایسی شکایت ہو کہ انہیں انفرادی پرچہ بروقت نہیں مل رہا تو وہ ہمت کریں اور پرچہ بنڈل کی صورت میں منگوائیں مگر اس شرط اور انتظام کے ساتھ کہ آگے پرچہ بروقت تقسیم ہو جائے۔

د :۔ اپنی مجلس کے صاحب قلم دوستوں کو تحریک فرما دیں کہ وہ ماہنامہ انصار اللہ کے لئے مضامین لکھیں۔

ہ : انصار کو تحریک کی جائے کہ جن دوستوں کے عزیز بیرونی ممالک میں مقیم ہیں ان کے نام پرچہ جاری کروایا جائے۔ تربیت کے نقطۂ نگاہ سے انشاء اللہ یہ قدم بہت بابرکت ثابت ہوگا۔

(قائد اشاعت مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

اطفال کی فہرست تجنید اور بجٹ جلد ارسال فرمائیں۔

تمام مجالس اطفال کو تجنید فارم اور بجٹ فارم ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ قائدین مجالس اور ناظمین اطفال سے گزارش ہے کہ سال نو ۸۷-۱۹۸۶ء کی فہرست تجنید اور بجٹ مکمل کر کے جلد از جلد مرکز کو ارسال فرما دیں۔ تمام اطفال کو فہرست میں شامل کریں کسی طفل کا نام فہرست تجنید میں درج ہونے سے نہ رہ جائے۔ کوشش کی جائے کہ ہر دو فہرستیں محفوظ مرکز پہنچ جائیں۔
نئے سال کی فہرست تجنید اور بجٹ ۱۵ ستمبر تک مرکز میں پہنچ جانی ضروری ہیں

(مہتمم مال)

برائے توجہ ضلعی صدر صاحبات

وقف جدید کی حالیہ رپورٹ سے ظاہر ہوا ہے کہ "دفتر اطفال" میں ناصرات کے چندہ وقف جدید کی آمد ۱۹۸۶ء بمقابلہ بجٹ ۱۹۸۶ء بہت ہی کم ہے جبکہ سال رواں کا دو تہائی اختتام پذیر ہونے کو ہے تمام صدر صاحبات سے گزارش ہے کہ اپنے ضلع کی ذیلی مجالس کی سیکرٹریان ناصرات کو مذکورہ چندہ کی وصول کے بارہ میں خصوصی توجہ دلائیں تاکہ سال کے اختتام پر بجٹ نمایاں اضافہ کے ساتھ پورا ہو۔ (سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

چندہ وقف جدید (دفتر اطفال) کا ٹارگٹ اور مجالس اطفال کی ذمہ داری

وقف جدید کا مالی سال دسمبر ۸۶ء میں ختم ہو گا اس لحاظ سے رواں سال کے صرف ۳ ماہ باقی ہیں۔ تمام اضلاع کو سالانہ ٹارگٹ بھجوائے جا چکے ہیں۔ جس کے مطابق امید ہے مجالس وصولی کر رہی ہوں گی۔
اگست ۸۶ء تک ٹارگٹ کا ۳/۴ حصہ وصول ہو جانا چاہیئے ناظمین اطفال اس امر کا جائزہ لیں کہ کیا ان کی مجالس کی وصولی معیاری ہے۔ اگر نہیں تو اس کمی کو پورا کرنے کا فوری پروگرام بنائیں اور وصولی کے بارے میں مرکز کو مطلع فرما دیں۔
ننھے مجاہدین کے اسماء اگر پہلے نہ بھجوائے ہوں تو فوراً ارسال کریں تا ان کے اسماء حضور کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائے جا سکیں

(سیکرٹری وقف جدید دفتر اطفال مرکزیہ ربوہ)

تحریک جدید اور لجنات

تحریک جدید کا سال ختم ہونے میں تقریباً دو ماہ باقی ہیں امید ہے کہ لجنات اس طرف توجہ دے رہی ہوں گی۔ کوشش کریں کہ سالانہ رپورٹ بھجوانے تک تحریک جدید کا چندہ سو فیصد ادا ہو جائے تاکہ آپ تحریک جدید کی رپورٹ میں اس کا اندراج کر سکیں۔ سیکرٹری تحریک جدید لجنہ مرکزیہ

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۶۱۰۲ - میں رشیدہ بیگم زوجہ محمد اکرم صاحب قوم جنجوعہ پیشہ ملازمت عمر ۴۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۹۸ شمالی سرگودھا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲/۸۵ - میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - (۱) طلائی بالیاں وزنی نصف تولہ مالیتی ایک ہزار روپے -
۲ - حق مہر بذمہ خاوند محترم دو ہزار روپے ۲۰۰۰/- روپے -
اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰۸/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ:- رشیدہ بیگم زوجہ محمد اکرم صاحب چک نمبر ۹۸ شمالی پی او خاص ضلع سرگودھا
گواہ شد نمبر ۱:- محمد اسلم ولد میاں فتح علی صاحب ہیڈ ماسٹر پرائمری سکول چک ۹۸ شمالی - گواہ شد نمبر ۲:- محمد یونس ولد فتح علی چک ۹۸ شمالی ضلع سرگودھا

مسل نمبر ۲۶۱۰۰ - میں اکبر احمد ولد اقبال احمد صاحب ناصر قوم مغل پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کردنڈی ضلع شیخوپورہ حال ناصر ہوسٹل ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱۱/۸۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ "فی الحال کوئی نہیں ہے"
اس وقت مجھے مبلغ ۱۳۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد:- اکبر احمد ولد اقبال احمد ناصر ناصر ہوسٹل ربوہ۔
گواہ شد نمبر ۱:- محمد ارشاد انور وصیت نمبر ۲۵۲۱۶ -
" " نمبر ۲:- مبشر احمد ایاز وصیت نمبر ۲۳۱۳۳

مسل نمبر ۲۶۱۰۵ - میں رانا مشہود احمد ولد چوہدری عبد الحق صاحب قوم راجپوت پھلروان پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ حال ناصر ہوسٹل ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۱۲/۸۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ "فی الحال کوئی نہیں ہے۔
اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد:- رانا مشہود احمد ناصر ہوسٹل ربوہ -

گواہ شد نمبر ۱:۔ عمر معاذ بن معاذ جامعہ احمدیہ ربوہ ۔
" " نمبر ۲:۔ محمود ناصر ثاقب وصیت نمبر ۲۵۰۹۹ ۔

مسل نمبر ۲۶۱۰۶ ۔ مَیں سید تنویر مجتبٰے ولد سید غلام مجتبٰی صاحب قوم سید پیشہ انجینئر عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈی ۹ گلشن اقبال کراچی ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۲/۸۶ مَیں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے ۔

۱۔ رہائشی مکان برقبہ ۸۰ مربع گز نارتھ کراچی مالیتی ایک لاکھ آٹھ ہزار روپے
۲۔ " پلاٹ ۸۰ مربع گز مالیتی ۔/۱۸۰۰۰ روپے ۔
۳۔ کمرشل پلاٹ ۱۰۰ گز مالیتی ۔/۱۵۳۲۰۰ روپے ۔
۴۔ رہائشی پلاٹ ایک کنال واقع راولپنڈی ۔/۲۷۱۰۰ روپے
۵۔ دکان گلشن اقبال کراچی ۔/۹۳۵۰۰ ۔

کل میزان ۔/۲،۲۷،۲۰۰ روپے ۔
اس وقت مجھے مبلغ ۔/۸۳۰۰ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں مَیں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی ۔ العبد:۔ سید تنویر مجتبٰی ولد سید غلام مجتبٰی صاحب ۹۲-D بلاک نمبر ۷ گلشن اقبال کراچی

گواہ شد نمبر ۱:۔ صغیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی
" " نمبر ۲:۔ سید غلام مجتبٰی صاحب ولد سید محمد شریف

مسل نمبر ۲۶۱۰۷ ۔ مَیں محمد ابراہیم خان ولد محمد یعقوب خان صاحب قوم پٹھان پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بستان افغاناں ضلع سیالکوٹ حال ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱۱/۸۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل

جائیداد منقولہ و غیر منقولہ " فی الحال کوئی نہیں ہے "۔

اس مجھے مبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد:۔ محمد ابراہیم خان ولد محمد یعقوب خان صاحب نامر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد ارشاد انور وصیت نمبر ۲۵۲۱۶ گواہ شد نمبر ۲۔ مبشر احمد ایاز وصیت نمبر ۳۳۱۳۲۔

مسل نمبر ۲۶۱۰۸۔ میں شاہدہ افضل زوجہ میجر محمد افضل طفیل کاہلوں قوم باجوہ پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دلم کاہلواں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۲/۸۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱۔ حق مہر ۱۰,۰۰۰/- بذمہ خاوند

۲۔ زیورات طلائی تین سیٹ وزنی ۳۰ تولہ مالیتی ساٹھ ہزار روپے

۳۔ پلاٹ سکنی بر قبہ ایک کنال مالیتی ۳۰,۰۰۰/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ پانچ صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ شاہدہ افضل زوجہ میجر محمد افضل طفیل کاہلوں دلم براستہ چونڈہ پی او خانپور سیداں ضلع سیالکوٹ

گواہ شد نمبر۱:۔ میجر محمد افضل طفیل کاہلوں وصیت نمبر ۲۲۶۹۱ خاوند موصیہ
" " نمبر۲:۔ شیخ حمید احمد معرفت شیخ فضل احمد اینڈ سنز سبی ۔

مسل نمبر ۲۶۱۰۹۔ میں منورہ نیروز زوجہ فیروز احمد طارق صاحب قوم دینس پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کبیروالا ضلع خانیوال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۱/۱/۸۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجود قیمت درج کر دی گئی ہے ۔ (۱) طلائی زیورات وزنی آٹھ تولہ قیمتی ۱۷,۵۰۰/- روپے (۲) حق مہر ۵۰۰۰/- روپے ۔

اس وقت مجھے مبلغ پچاسی روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔

العبدۃ :۔ منورہ نیروز زوجہ فیروز احمد طارق صاحب ۱۸۔ اے اکول کالونی ڈہرکی ضلع سکھر ۔ گواہ شد ۱:۔ سید انور احمد ولد سید عبد الغفور عطار صادق بکسول کیمیکل ڈہرکی ضلع سکھر ۔ گواہ شد نمبر۲:۔ مسعود احمد نعیم

ولد محمد دین صاحب اسکول کیمیکل ڈھرکی ضلع سکھر۔

مسل نمبر ۲۶۱۱۰ - میں نصیرالدین انجم ولد شمس الدین صاحب قوم جٹ پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوبھڑ شاہ دین ضلع نواب شاہ حال ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۷ ایں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع اس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

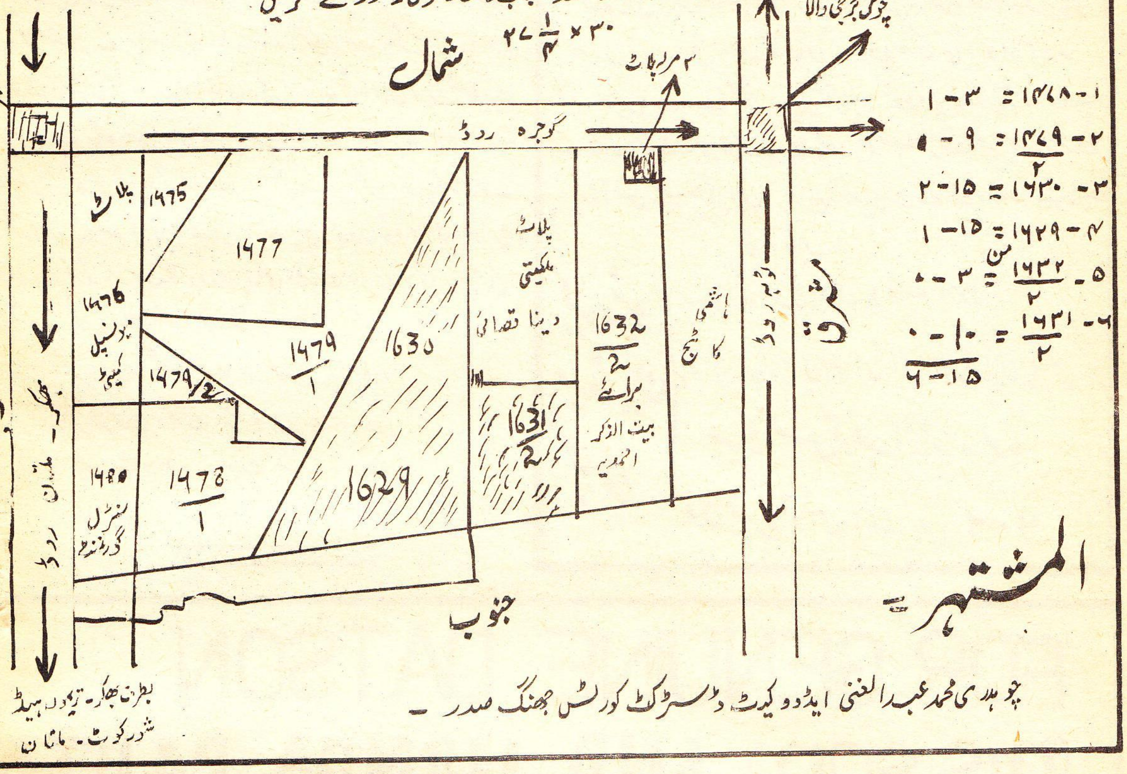
العبد: نصیرالدین انجم جامعہ احمدیہ ربوہ۔

گواہ شد نمبر ۱: بشیر الرحمان وصیت نمبر ۲۵۰۷۶ -

" نمبر ۲: محمد ارشاد انور وصیت نمبر ۲۵۲۱۶ -

اشتہار

اراضی سلیمی ملکھیانہ چک آبادی (جھنگ صدر) بصورت ذیل موجود ہے۔ کمرشل پلاٹ جو دکانوں کے لئے موزوں ہے ۳ مرلہ والا کے لئے ۱۷۵۰۰/- روپے فی مرلہ کی پیشکش ہو چکی ہے۔ اور باقی رقبہ کے لئے سہ ہزار روپے فی مرلہ خواہشمند احباب خاکسار کو مل کر سودا طے کر لیں



المشتہر

چوہدری محمد عبدالغنی ایڈووکیٹ ڈسٹرکٹ کورٹس جھنگ صدر۔